

# گفتہ خالص

ڈاکٹر محمد سیادت نقوی

غالبیہ ایسیٹی ٹیوٹری نیو دہلی

# گفتہ غالب

ڈاکٹر  
محمّد سیادت  
نقوی

پیش خدمت پر کتب خانہ گروپ آف بکس  
ایک اور کتاب .

پیش نظر کتاب خانہ میں ایک گروپ . کتب خانہ میں

بھی اپنا ایک گروپ ہے

<https://www.facebook.com/groups>

11144798425732858/?ref=share

میر تقی میر خاندان پر مشتمل

0007.31 20000

@stranger

غالب انسٹی ٹیوٹ نیو دہلی

نقوی خاندان

جملہ حقوق محفوظ

سنا شاعت ..... ۱۹۹۳ء  
 زیر اہتمام ..... شاہد علی  
 پریس ..... عزیز جنگلی دہلی  
 نوٹسٹو ..... مس علی نقوی  
 سردار ..... عطا آشراف  
 قیمت ..... ساکھ روپے

ناشر

غالب انسٹی ٹیوٹ

ایوانی غالب مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۲

# فہرست مضامین

- ۱۔ پیش لفظ ————— پرورش سرگزی احمد — ۷
- ۲۔ تحریر ————— ملک دلم — ۱۱
- ۳۔ حرف آغاز ————— — ۱۳
- ۴۔ غالب کی انگریزی انا ————— ۲۳
- ۵۔ بردہاں کا طبع اور غالب کے ادبی سفر کے ————— ۳۹
- ۶۔ غالب کے ستر قصیدے ————— ۵۳
- ۷۔ غالب کا اثری ادب ————— ۸۳
- ۸۔ غالب کی شوقی نگارش ————— ۹۷
- ۹۔ غالب کی فلسفیانہ فکر ایک جائزہ ————— ۱۱۳
- ۱۰۔ غالب کے فارسی اردو کلام کا آئینہ مطالعہ ————— ۱۵۵



# انتساب

والد غلام مرتضیٰ الاسلام مولانا

سید محمد عبادت صاحب کلیم

طاب ثراہ کے نام

جہن کی علمی اور ادبی تربیت اس تصنیف کی محرک بنی

# پیش لفظ

غالب پر یہ کتاب ڈاکٹر سیادت نقوی کے حسب ذیل سات مضامین کا مجموعہ ہے، غالب کی انگریزی دنیا، برہان قاطع اور غالب کے ادبی سفر کے، غالب کے معتبر نقاد، غالب کا انگریزی ادب، غالب کی شاعری، نگارش، غالب کی فلسفیانہ فکر کا ایک جائزہ اور غالب کے فارسی اور اردو کلام کا تنقیدی مطالعہ۔ سیادت نقوی ایک سلیجہ ہوئے نقاد ہیں، انہوں نے غالب کے متعلق جن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے وہ سب اہم ہیں اور غالب پر یہ کتاب کتابیات میں معتدل اضافے کی موجب ہوگی۔

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ غالب پر اتنا لکھا جا چکا ہے کہ اب اس موضوع پر لکھنے کی گنجائش بہت کم ہے۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے، غالب اردو اور فارسی کے عظیم شاعر اور فن کار تھے اور شاعری میں بعض لحاظ سے ان کا مقام شاید سب سے بلند ہو، عظیم فن کار مقامی اور وطنی نہیں ہوتا، اس کے انکار انگریز مافی وسطانی قید سے آزاد ہوتے ہیں، ان سے جو زمانے اور ہر ملک کے لوگ استفادہ کرتے ہیں، غالب اسی ذمہ سے بناتے ہیں، وہ ہر دور میں مقبول رہیں گے اور لوگ شوق سے ان کے کلام کا مطالعہ کریں گے۔ ایسے شاعر اور ادیب ہر گز چالیس پچاس کتابیں مجموعہ یا انٹرنیشنل سے غالب کی زندگی و شخصیت اور فن کے سارے پہلوؤں کے مطالعے کا حق اور جیسے ہو سکا، فیکٹریز انگریزی کا عظیم شاعر تھے، اس کی شہرت عالم گیر ہے، اور جب تک انگریزی زبان باقی رہے گی، اس کی شاعری لوگوں کی دلچسپی کا سامان فراہم کرتی رہے گی۔ اس پر مباحثی کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جارہی ہیں، ان سے کتاب بنانا تیار ہو سکتا ہے۔ غالب بھی اسی انداز کے شاعر و ادیب و فن کار تھے۔ ان پر مباحثی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان سے ایک کتاب بنانا ہی سکتا ہے۔ چالیس پچاس کتابیں غالب جیسے فن کار کی فکر کے سارے پہلوؤں کا احاطہ نہیں کر سکتیں، اس کے کلام میں اتنے وزن و نغمے کے لوہے اور تھوڑے سے دافتر سلطان شوق موجود ہیں کہ غالب کا مطالعہ جاری رکھنا ہے، انہی دن کے فن پر کتابیں لکھی جانے کی فکر کی جا چکی ہے، کچھ کہا گیا ہے :

گہاں ہر کہ بہ پایان کسید کار مغان  
خوار بادۂ محمود و دربارک تاب است

اس میں شہ نہیں کہ غالب کے کلام پر فلسفیانہ رنگ غالب ہے، اس کے صریح تحلیل کی پرواز میں ہندی رنگ ہے، اس میں ایک عام قاری کا ذہن غوراً نہیں پہنچتا، لیکن یہ اس کے کلام کا

اجازت ہے کہ ہر شخص اپنے طرف کے مطابق اس سے کسب فیض کر لیتا ہے۔

قالب کے سلسلے میں بہت سے کام کرنے پائی ہیں، ان کے درجہ ان کا ایسا مستور اور مکمل نسخہ تیار ہوتا ہے جو ہر طرح کے رابطہ و ایس سے چابک ہو، ان کے نظری کلام کی صحیح آوری اور اس کا انتخاب و متن شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کا فارسی کلام تو بڑی توجہ پا رہتا ہے، بالکل سوا غرض، سب کو عمدہ اور عالمانہ انداز میں نشر کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ منظوم فارسی کلام کلیات کی شکل میں شائع ہو گیا ہے، لیکن مدد اقص ہے، اس پر کام کرنے کی ضرورت، باقی ہے نظری کلام تو اور بھی توجہ طلب ہے اس کا ابھی تک کوئی معقول اور متن بھی سامنے نہیں آیا ہے، حال ہی میں ان کا انگریزی اور اس نے قالب کے فارسی کلام کی تدوین میں بعد از تعدادی کرنے کی پیش کش کی ہے، اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے۔

قالب کے بچھرنے سے فارسی شہادت ابھی بچھا گئے نہیں رہا سکے ہیں، یہ بڑے افسوس کی بات ہے ہم قالب کے پرستار ہیں، اس سے بے پناہ محبت اور زبردست جذباتی تعلق کے باوجود اس کے کلام کی تدوین کی طرف سے غفلت حیرت انگیز ہے۔

قالب کے فارسی کلام کی اہمیت ایک اور اعتبار سے بھی ہے، فارسی ایک بڑے خطے کی کمزور شاخوں کی زبان ہے، اور اب بھی تہذیب کے وہ بڑے علمبردار تھے وہاں ایشیاء اور یورپ دونوں کا نظریہ پرنے لگا ہے، ان کے کلام سے ایشیاء کا ایک بڑا خطرہ براہ راست اعلیٰ ترین اور ترجمانی کے مستفید ہو سکتا ہے اس خیال کے پیش نظر ان کے سارے فارسی کلام کی صحیح آوری وقت کی اہم ضرورت ہے، اور قالب کی فکر پر ایرانی تہذیب کے اثرات کا مطالعہ اور اس کی تحقیقی ایشیاء اور یورپ دونوں کے فن کاروں، شاعروں اور ادیبوں کے لئے دلچسپی کا موجب ہو گا۔

ہمزبان کا یہ مقدمہ ہے کہ پہلے اس کے سارے ادبی سرواٹے کی صحیح آوری اور تدوین ہو جاتی ہے پھر اس کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے، ان پر مضامین لکھے جاتے ہیں، تنقید کی کتابوں کے ذریعہ ان کے درجے اور مقام کا تعین ہوتا ہے، لیکن ہمارے یہاں ایسا نہیں ہوا، سارے ادیبوں کا نام طور پر جدید اصولوں پر لکھا نہیں ہو سکتا ہے، یہ کام جو پہلے ہونا چاہئے ابھی تک مکمل طور پر انجام نہیں پاسکتا، لیکن شاعروں اور ادیبوں پر تنقید و تنقیح کا کام بہت بڑے بڑے چیلنج ہے، قالب کا ابھی بھی حال ہے، ان کے عنوان جس طرح مرتب ہونے چاہئے مرتب نہیں ہوئے ہیں، لیکن ان کا کلام تنقید کی سمیٹی پر پرکھا اور جانچا جا رہا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کا سارا کلام متن کی تنقید کے جدید اصولوں پر مرتب ہو، پھر تعدادی کو پرکھے اور ان کا درجہ مقرر کرے، خلاصہ یہ کہ قالب کے سارے کلام کی صحیح و ترتیب کی سخت ضرورت ہے، اس لئے، بات صحیح نہیں کہ قالب کے مضامین آخری منزل تک پہنچ گئے ہیں اور اب تو قالب کے متن

بہت سے کام کرنے کو پائی ہیں۔

راقم المروف نے اس امر کی طرف کئی جگہ اشارہ کیا ہے کہ غالب کے کلام میں جتنے علمی، فنی، تاریخی، ادبی، فلسفی امور کا ذکر ہے، علامہ اقبال کے علاوہ کسی شاعر یا ادیب کے یہاں اس کا مستحق شمار بھی نہیں ہے، اس بنا پر ان کے کلام سے صحیح طور پر استفادہ بڑے علمی مطالعے کا تقاضا رکھتا ہے اور ایک امر تو ایسا ہے کہ جس میں وہ سب سے ممتاز ہیں، وہ ہے ایرانِ قدیم کی تاریخ، تہذیب اور ثقافت کا اثر پر رکھا۔ وہ دس اتر سے بہت متاثر تھے، چنانچہ دس اتر کی لریجنگ پر جو تھوٹا سا اثر انہوں نے سفر لکھ دس اتر کے نام سے لکھی تھی، اس پر ان کی تھوڑی سی ملاحظہ ہے، علاوہ عربی ان کے کلامِ نظم و نثر میں دس اتری اثرات کافی حد تک پائے جاتے ہیں۔ لیکن آج تک ان کے تھوڑوں کی نظر غالب کے کلام کی اس خصوصیت تک نہیں پہنچی، اور اصل برہان قاطع میں یہ عنصر کافی لحاظ آتا ہے، غالب کی انھوں قابلِ تفسیر خصوصیت، برہان قاطع میں ایک مذہب و دستِ انھیں اس دور سے پیدا ہوا کہ اس کا مصنف جزوِ دانش کی اصل حیثیت سے واقف و آشنا اس کا نتیجہ ہے کہ سینکڑوں جزوِ دانش صورتیں اس کی فرجنگ میں موجود ہیں، اور اصل جزوِ دانش جزوئی زبان کی ایک اصطلاح ہے جس کے معنی معنی گزارش کے ہیں، لیکن اس کے اصطلاحی معانی قصوں میں، پہلی زبان میں، کئی قصوں میں، ایسے اسلامی زبان کے الفاظ شامل ہو گئے ہیں جو عموماً نبی، آزادی سے تعلق رکھتے ہیں، اس طرح کے الفاظ کی کتابت تو سابقہ الفاظ کے اعتبار سے برائی ہے لیکن پڑھتے وقت اس کا متبادل و مترادف پہلی الفاظ پڑھ لیا جاتا ہے، اگرچہ الفاظ ایک طرح کے *Idiogams* ہیں، مثلاً ہلکے، اور پوست پڑھتے ہیں، ہلکے تھکے شاہ پڑھتے، ہلکے تھکے شاہ پڑھتے، کا اصرار براہِ راست کا جزوِ دانش، مناسب برہان قاطع سے ایک بڑی غلطی ہے، یہی تو اس نے ان جزوِ دانش صورتوں کو پہلی رسم خط کے مطابق پڑھ کر سینکڑوں ایسی الفاظ اپنے غلط میں شامل کرتے ہیں، چند صورتیں ملاحظہ فرمائیں۔

اب ۔ چہ کا جزوِ دانش

اور ۔ ترجمہ کا جزوِ دانش، عربی اور

اور شیا، اور لک کا جزوِ دانش، عربی

اور سن ۔ وزن صفت، انگلی کا جزوِ دانش، عربی غلب

ایوزن ۔ چشم کا جزوِ دانش، عربی بین و بینہ

تھوڑے کلام ہے کہ برہان قاطع کا بہت بڑا نقص ہے کہ اس نے سینکڑوں ایسی الفاظ کا نام لیا

کوئی تعلق نہیں ان کو فارسی کے اصل الفاظوں کے عوض بدوش لاکھڑا کیا ہے، ہرگز غالب جزوِ دانش کی

حقیقت سے واقف نہ تھے، اس لئے ان کے یہاں صاحبِ بردان کی اس بڑے نقص کی طرف کوئی اشارہ نہیں، اس سلسلے کی بحث، داقم کی کتاب "تذکرۃ طبعِ بردان" ص ۲۷۹ تا ۲۸۲ میں ہاتھ لگے گی۔  
ڈاکٹر سیادت نقوی صاحب کی کتاب کا ایک حوالہ "بردانِ قاطع اور غالب کے ادبی سفر کے" پر ہے، اس میں بردان کا طبع کا تنقیدی مطالعہ خصوصاً نہیں، اس ناچھڑا کلمہ صوف سے بردان کے فکری کی شناخت، خصوصاً دساتیری عناصر کا شمول اور غرور و دشمنیوں کا قاری غفلت میں اندراج۔ کاٹھا نہیں کیا جاسکتا ہے۔

میرت یہاں میں غالب کے تعلق سے تین بنیادی کتابیں تیار ہوئی ہیں۔

۱۔ غالب، حیات اور کارنامے، یہ چار جلدوں میں ہیں

جلد اول : آثار و حیات

جلد دوم : غالب کی شاعری

جلد سوم : غالب کی تشریحی

جلد چہارم : غالب کا فارسی کلام، تین حصوں میں

حصہ اول : غالب کی فارسی شاعری

حصہ ب : غالب کی فارسی تشریحی

حصہ ج : غالب کی فرہنگِ نثری کا طبعِ بردان کی روشنی میں

بہ : غالب کے جملہ کلام، نثر، نظم، اردو، فارسی کی اشاعت ایک سلسلے میں

ج : غالب انشاء نگار پیرا کی تنظیم و ترتیب۔

آخر میں ڈاکٹر سیادت نقوی کی کتاب "گفتہ غالب" کے سلسلے میں یہ بات عرض کروں گا کہ یہ کتاب اپنے موضوعات کی اہمیت اور مصنف کتاب کی معروفی اندازِ گفتگو کی نگاہ پر امید ہے کہ غالب شناسوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

نغیر احمد

۱۷ مارچ ۱۹۹۳



پہلے طور پر اتفاق نہ ہو لیکن اس سے آپ کے علم میں اضافہ ہوا ہے یہ آپ کو اپنے مسئلہ پر باز میں غور کرنے کی ضرورت دلاتا ہے۔ ہوتی ہے تو باوجود فراموشی کہ اس سے آپ کے مطالعے کا مقصد پورا ہو گیا۔  
 یہ مطالعہ کے پڑھنے سے عین شادمانہ آپ کے علم میں اضافہ ہو رہا ہو گا اور آپ اپنے مطالعہ سے دلچسپی  
 بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اور یہ کچھ معمولی بات نہیں ہے۔

مکمل ترقیہ ہے کہ خود دنیا فاکٹس کے اس نئے مطالعے کا غیر حتمی کر سکیں۔ یہ سیکھا کرتا ہوں کہ اللہ  
 تبارک و تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کو اپنی علمی اور ادبی سفر چوری رکھنے کی کو فنی حلقہ قرار دے کر اسے اللہ تعالیٰ  
 طرف اپنی نگاہات سے اُٹھو کے نامی کو احوال کہتے ہیں۔ آمین!



























ہی نے دنیا کو قوموں، خوشیوں، کھسار، اتفاق، بیری کی صورت میں پیدا کیا ہے جو حق تعالیٰ نے جس کی جتنی قدر کا شایان  
میں برصغیر کے دورے و اتفاق کو بلند دیکھتے ہیں۔ چنانچہ "انسان کے نام سے پہلے انسان کے لئے چہ ہے؟" کا جواب  
محبوب نہیں بلکہ حق تعالیٰ ہے۔

لیکن جب اسی جذبہ "انا" میں غیر سرت ل شہادت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر یہی دنیا کی قدر و سحر کے دروازے سے  
نکل کر انسان کو اور غیر حق تعالیٰ سے جدا کرتا ہے۔ چنانچہ "انا" کی ذات کا شکل اختیار کرتی ہے۔ خود ذات یعنی  
غیر حق تعالیٰ "انا" ایک عیب سماوی مرض ہے جو ہر انسان کو ضرور و زور کا ایک وقت سماوی کثرت کا شکار بن کر سموری میں زندہ  
ہرگز رہتا ہے جس کے نتیجے میں انسانیت دبا جائے اور انسانیت پر جانے کے نام سے انسان ہوتے گئے ہیں۔

بہر بات سچے سچے کہ جذبہ "انا" ایک عام آدمی کے لئے بھی موت جسمانی نہیں بلکہ سماوی موت و ارتقا کے  
برخیزانہ طور پر آگاہی ہے۔ چنانچہ ایک شکار کے لئے جذبہ "انا" کا جو کہ صرف غیر جسمانی ہی ہو سکتا ہے اس کے ایک  
شکار کا حق تو اپنے عہد کے اس طبقہ فہم سے جڑا ہے جو سماں میں اپنی انفرادیت اور امتیاز کے لحاظ سے طوطیت  
رہتا ہے بلکہ انسانی نوعیت اس طبقہ فہم کے لئے سبب امتیاز و انفرادیت بھی بنتی ہے اس لئے کہ یہی اصل  
مخصوصیات کے مطابق انسانی سماوی ارتقا کا نام دیتا ہے اور اپنے انوکھے فہم پر بدلتی کر کے ان تمام کو برہنہ کر دیتا  
ہے اس اعتبار سے ایک شکار کو چاہئے "انا" سمجھ جو سماوی ارتقا کے خصوصیت جسمانی نہیں بلکہ انفرادیت پر  
اور جس طرح ایک عام آدمی کی "انسانیت" کا شکل اختیار کرتی ہے جو عیب جو سماوی نوعیت کو برہنہ کرتی  
ہے اس طرح ایک شکار کی "انسانیت" میں جاتی ہے خود سماوی ذات کے لئے جو ہر حال محبوب و  
مستحق سماں میں ہی چلتی ہے اس کے ساتھ اس کے لئے کوئی کوہنہ نہیں ہے۔

اسی رنگ نہیں کہ ہر شکار اپنی فطری شکل اور سماوی خصوصیات و عبادت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف  
ہوتا ہے تا آنکہ وہ سماوی ذات کی گمانیت و رنگ گمانیت پر تاخیر اعمال ہے لہذا سماوی خصوصیات و عبادت اور ان کے  
پیدا شدہ اثرات و عبادت اور ہر وقت کو کس کرنا ہر ایک کے لئے ایک عبادت کا ہے اور ہر ایک کے لئے ایک  
نہیں ہے اسی لئے بعض شکاروں کو سماں میں رہنا، شکار اور ہر وقت کو کس کرنا ہر ایک کے لئے ایک عبادت کا ہے اور ہر ایک کے لئے ایک  
نہیں بلکہ اسی بنیادی خصوصیت کے پیش نظر سماں میں ہر شکار کی اپنی خصوصیت چھٹی ہوئی ہے جس میں ہر شکار ہر وقت  
رہتی و رہا خصوصیات تک محدود رہتی ہے ہر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی فہم کے حکم پر رہتا ہے جس  
بجائے خود اس ہر وقت کی فطرت کو برہنہ کرتی ہے جس کے فطری رنگ و عبادت و خصوصیات سماوی خصوصیات کے  
تک ہر وقت ہر وقت کی فطرت کو برہنہ کرتی ہے جس کے فطری رنگ و عبادت و خصوصیات سماوی خصوصیات کے  
"انسانیت" میں ہر وقت ہر وقت کی فطرت کو برہنہ کرتی ہے جس کے فطری رنگ و عبادت و خصوصیات سماوی خصوصیات کے  
سماں میں سماں میں رہا کر کے ہر وقت ہر وقت کی فطرت کو برہنہ کرتی ہے جس کے فطری رنگ و عبادت و خصوصیات سماوی خصوصیات کے

ہوئی "ا" کا فرق چوتھی تیر کی شخصیت اس شخص میں سرکشی کی کیفیت رکھی ہے۔ اگرچہ اس میں تیر و مہم غلام  
 نہیں ہے "ا" کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 میں یہ شہر تھا اس پر وہ دوسرے ہی تھا نہ کر گئے ہیں جس کی وہ ہے "ا" کی اہمیت و اہمیت سے ملنے کو  
 کا اہمیت و اہمیت اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا اہمیت و اہمیت اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 اس کے اہمیت و اہمیت اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم

تہذیب "ا" کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم  
 ہونے کا پایا ہوا حد و حد اس میں تیر کی اہمیت و اہمیت کا پایا ہوا حد و حد اس کے ہونے اس کا انحصار ہے کی کہ اس کی ہے مہم

"اگر کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔"

یہ کہ کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔

یہ کہ کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔

یہ کہ کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔

یہ کہ کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔

یہ کہ کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔

یہ کہ کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔

یہ کہ کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔

یہ کہ کتاب فریضہ کی ہے تو یہ ہے کہ وہ یہ ہے۔









اسی کی طرح غزل میں لڑائی لڑتی ہیں جن میں یہ سب خاص انداز اور آہنگ کے شمار کی جاسکتی ہیں جتے بظاہر  
 اسلوب کی تمام باتیں کہیں والی نگار کے لئی صیغہ سے تعبیر کی جاسکتی ہیں جن کی مختلف صورتیں ہیں تمام غزلیں غالب  
 کے غزلوں میں ملتی ہیں۔ غالب کی ہر جی کا دامن میں نے خاص انداز اسلوب کے اس ترقی پذیر انداز میں  
 انھیں غزلیں تیار اسلوب پرانے اور اس میں نئے نئے کلمات کی طبعیت کی طرف توجہ کی کہ ان میں کثرت کے لئے خاص  
 کہہ دی غزلیں کثرت میں معترضین کے وقت مقید نہ رہا ہے اس لیے کہ غزل کے پانی جڑت اور اس کی اثر و نفوذ کا انداز میں  
 مختلف اثرات کے لیے جی رہی ہے کہ غزل میں مذکور غزلوں میں اس طبع کے لیے کثرت میں خاص غزلیں غزلیں تیار اسلوب  
 کی غنائت میں غزلیں میں اس میں ایسی جگہوں میں غالب نے بھر چکی ہیں خاص انداز اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی  
 آہنگ خاص کی ہے اس کے ساتھ کہ غزلیں میں ایسی جگہوں میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 یہ بات بالکل عین ہے کہ غالب اپنے اس نئے نئے اثرات کی کامیابی سے کہ اس کا کامیابی سے کہ اس کا کامیابی سے کہ اس کا  
 یہ کامیابی کی قدرت میں کثرت میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں غزلیں تیار اسلوب  
 میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں لکھنے کی لڑائی میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 مطلق ہے۔

وہاں یہ غزلوں میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 اس غزلوں میں خاص انداز اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں

تو اس کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 یا ایک غزل میں اس کا صرف مطلق انداز اسلوب میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 نکالتی ہے۔

کسی اور انتخاب ہے کہ غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 اس غزلوں کا یہ سبب اختیار ہے کہ اسلوب کا انداز اسلوب کی غنائت میں

مطلق انداز اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں

اس کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 کا مطلق انداز اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں

مشرق آہو ہے یہی ہے کہ غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 اس غزلوں میں اس کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں

تو اس کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ ساتھ اس میں غزلیں تیار اسلوب کے ساتھ خاص انداز اسلوب کی غنائت میں  
 اس غزلوں کا یہ سبب اختیار ہے کہ اسلوب کا انداز اسلوب کی غنائت میں



پیر و سولہ سچے کتاب ہے خدا خیر کرے (نگاہ آؤ) سچ گاتاں کے چہ داروں کا

نائب کا یہ اصولیاتی تصور انفرادیت نظریاتی ارتقاء اور کجی سے روئے زمین کا تجزیہ نہیں ہے جیسا کہ ان کے  
مستشرقین نے بد کر کے کہہ دیا ہے بلکہ اس میں جیسا کہ یہاں کیا جا چکا ہے کہ ان کے لئے نظریاتی مزاج کوڑا اہل ممالک ہے  
جو ان کی شہادت پر انکار ہے۔

سراسر نہ چٹکائیوں اور قزموں کے گروہوں اور یونانی بائبل کے خصوصیت سے یونانیوں اور اس کے غیر  
مہدیوں کے بڑے سنگ کھانے کی کھنڈی کی کجی کی مذہبی اصولی اور اصول کے ارتقاء کا سبب ہی ہے  
اس لئے اس کے نتیجہ میں اصول کا ارتقاء اب کا سبب سمجھئے۔ خدا کی طور پر اسے ماری مال کے لئے مہدی کی تصور  
نہیں کیا گیا ہے بلکہ ان کے ارتقاء اور ارتقاء کے بنیادی عناصر کا یہ ہے اس کے یہودی سراسر اور یونانی فلسفے  
اور اب کو مہدیوں کی مذہبی کجی کے سوا ان کے ارتقاء کے خلاف نتیجہ کی کیا ہے اس کی مذہبیت کے اعتبار  
سے مظلومیت ممالک ہے چنانچہ نائب کے ان نہیں لئے وہی سطح پر نائب کے نام کر کے میں جیسا کہ ان کے نہیں لکھا  
دیکھی جیسی طریقہ کہ وہ نائب کے جہد کے انھوں نے ان کے سر پر چڑھی کوئی نہ تھے نہیں جیسا کہ ان کے نہیں لکھا  
اور ان کے اعتبار سے ان کے نظریاتی طور پر ان کے انھیں سے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے

اس کے کہ ان کے خلاف اصول کی وجہ سے ہی اور اس مسئلہ پر خود یہ مسئلہ کے عام اصول کو  
نائب کی طوطیوں میں کیا ہے۔ اس کے جہادی اور شیعہ ساز شیعہ ہی کی بدولت نائب کے تصور اور اب کا  
ایک اور اصولیت شیعہ کی مذہبی کجی سے عام ممالک اور اصولی وادات کے یہ نظریاتی زندگی  
اور اصولی اور خلاف ہر شیعہ کے ایک قزموں کے ارتقاء کا مقام حاصل کر چکا ہے۔ اسے نائب کہتے  
قزموں میں بھیجی ان کی کجی سے نہیں کیا جاتا کہ ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے  
وقت تک نہ لایا گیا کہ میں طوطیوں کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے  
کہ انھوں نے ان کی مثال کی وہ سچے کہ انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے

اس کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے  
نائب کو یہ اصولی مزاج اور ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے  
وقت ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے  
انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے  
کہ انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے

گروہی طوطی سے دینی اختلافات ملے ہیں  
دستہ ان کی نشان دہی کی ہے

قزموں میں کجی کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے  
گروہی طوطی کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے ان کے انھوں نے











یہ وہی گنہگار غمخوار بہت ہے  
 بگڑے ہوئے غائب کی جگہ نہ دیکھو  
 ہنس کر دیکھو گناہ گاروں کی شکریم  
 کٹھن چھوٹے دیکھو اگر ڈال دیا  
 ہم انکار میں سے کھیلوں کو نہ جانے  
 بارگاہِ دہانہ میں مستی نہ کھنکھ  
 غمخواروں کی نظروں سے پریشانی دیا قرار  
 کیا یہ جہاں میں کچھ بد و گری  
 مانگ رہی ہے عشقِ نازی سے مراد کام  
 انہوں کو بڑھتی ہے جہاں سے  
 فریبِ بخت سے بچنے کی کوشش کرنا کام  
 بدلتے ہوئے ہیں بدلتے ہیں  
 بدلتے ہوئے ہیں بدلتے ہیں

اس زمانہ میں غم کی تصویر ایک ہی صورت میں دکھائی دیتی ہے (غائب کی جگہ نہ دیکھو)۔ غم کی تصویر  
 تصویر میں گنہگاروں کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی ہے۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں  
 نہیں کیا ہے۔ غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں  
 غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں  
 کی بات آتی ہے۔ غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں  
 کہتے ہوئے ہیں۔ غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

اس کے علاوہ ایک دوسری تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں غائب کی جگہ نہ دیکھو۔ غم کی تصویر میں

عزیزوں کے ذریعہ شاعری کو اسی کا فانی شہنشاہ بنیں۔ اردو شاعری کو فارسی شاعری کی دست بگری سے جوڑنے کے لیے آکاؤں کی دھڑکتی ہوئی اور غزل کو غائب کی نغمہ نگاری نے ایک نئی ہمت اور ہر گیر صفت بخلا دی ہے جس کی ہر گہری اور ہر سمیٹ فارسی غزل کے لیے ہر طرح قابل رشک لگی جائے تو یہی ہم لوگوں کے لئے غائب نے کیا ہے۔

جو پہلے کو ریختہ کیوں کہ جو رشک فارسی  
گلو غائب ایک بار پڑھ کر کہے نہ لگیں

## حَوَاشِی

- ۱۔ اسرار خودی - اقبال - مائوز اقبال کا قصور خودی از ڈاکٹر عابد حسین۔
- ۲۔ غائب فارسی غزل کی روایت میں غائب نامہ سلسلہ
- ۳۔ یادگار غائب از مولانا حالی
- ۴۔ غائب فارسی غزل کی روایت میں غائب نامہ سلسلہ
- ۵۔ غائب فارسی غزل کی روایت میں غائب نامہ سلسلہ
- ۶۔ غائب اور غائب ڈاکٹر آصف زماں غائب نامہ سلسلہ
- ۷۔ غائب فارسی غزل کی روایت میں غائب نامہ سلسلہ
- ۸۔ مائوز از غائب اور غائب غائب نامہ سلسلہ
- ۹۔ غائب اور اقبال کے شعر کب جہاں لیاں از پروفیسر حسین خاں
- ۱۰۔ کلیات غائب فارسی















نواخذہ چاہیہ دست و جوئی کی کہ زور سائیہ کوں دیو گر لغات انک کاوی

نصرت کا سب سے دھما آخوبہ چشم مست و کار دل ۔۔۔

چونکہ اس وقت کی دلی دینیہ برائی کو غیر حسی اثر کا یہ ہو چکا تھا اور تقریباً تمام اسی دلی ذوق ہی اس کی ادبی عظمت کے معترف تھے لہذا ایسے مولوی خالق کی اہمیت سمجھنا اور وہاں پر غور و تنقید کا اب کس میں دلی ہو سکتی تھی اور انصاف کا طے برائی کے نام ہی نے ہمارے ذہن کا گھبراہٹ کر رکھ دیا تھا جس کے نتیجے میں حضرت عطاء اللہ سے خالق کے عقائد و آراء پر غور کرنے لگے اور جس کے نتیجے میں حضرت علی نے خدائی اضطراری طبیعت کی کھلی ہوئی ہمت کا انکار کیا کی خاطر برائی کو اب جو کہ وہ چاہیہ کے سلسلے کا آغاز کیا جس کی ذہنی غور و نظر ہونے کے ساتھ اسلوب بیان کی بیشتر صفات پر بھی ایک صورت اختیار کر گیا ہے جو ایک دلی تخلیق کے کسی طریق قرار ہی نہیں ہے۔

معروف قاضی کے سامنے آج کی مستندین خالق کی طوٹ سے جو وہ چاہیہ کی صورت میں مختلف قسم کے بے شرع ہونے پر توجہ دے رہی ہیں۔ ”سورہت عبد القوم“ اور ”عطاء اللہ خدائی“ کے بعد گرجے پے در پے تھوڑے بے نظریاں پر آگئے۔ ”دلی دینیہ“ مولوی نعمت علی کی اصنیف ہے پوری احوال کا اسی بعد اللہ و معنی چند حضرت عطاء اللہ سے جس کی یہ صورتیں بیشتر احوال سے خالق ہوا ہیں اس میں تمام دلی کلمہ در بر رہی ہوگی۔

کامیاب تھا ۔۔۔

لیکن مولوی نعمت علی نے دینی اس اصنیف میں متعلق کو نظر انداز کر کے نام اس خالق کی صورت و ہمدی کو چند وقت قرار دیا ہے۔

”سورہت عبد القوم“ کے معنی سے یہ سارا کھانا ایک ہی ہے عبد القوم کا ہی ایک خطاب علم کے نام سے لایا گیا ہے اس کے حق ایک نام صاحب کا یہ خیال ہے کہ ۔۔۔

”یہ سارا ہی خالق کا کھانا ہے اس کے نام سے کم اس اصنیف میں ایک کلاہت

زیادہ اچھا ہے۔۔۔“

معروف قاضی کا یہ سارا جواب بھی ”عطاء اللہ خدائی“ ایک کتاب میں ملے اور اسی بیان کے نام سے کلام پر لائی یہ دینی بیان میں خالق کے ہر تقریب میں شاکر ہی نہیں بلکہ یہ بھی ہے خود خالق نہیں بلکہ خود کا بیچا ہوا کہنے کے بعد وہاں دے دے اور بتائے کے بغیر کہ بیان کر ایک مجلس لگنے لگے۔

”یہ دینی کے نام کو نعمت علی کا خطاب رہا ہے دینی لفظ کا یہ سارا معنی ہے کہ

میرے ہاتھ میں تم میرے ہاتھ میں میرے لطف کی تمام ہوا ہے ہاتھ میں میرے لطف کی۔

عطاء اللہ خدائی نے اس کی ترجمانی کر دی ہے ۔۔۔







جو قائب نے "برہان قاطع" پر وارد کیے تھے "۔

ابھی قائب کا "تختہ تیز" کے مسئلے میں اس سے پہلے ضلالت کا اظہار کیا ہے وہاں بھی "برہان قاطع" کی اولیٰ حیثیت کا تذکرہ کرتے ہوئے مولوی محمد علی کی مدعا و مصلحتوں کو ان الفاظ میں ذرا نمیر پریش کیا ہے۔

"محمد علی میں ناقد ادھیان میں نکلوں اور علی سے اہل امت شعلہ کی ہے وہ چند

یہ اظہار شاذ تھی ہے۔ برہان کے افلاطون اور آئینہ کی حیثیت سے اس کی

شہرت کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ قائب نے سوید برہان کو جواب دیکر غلطی

ہے انھوں نے اس میں غیر مطلق اور سے بحث کی ہے؟" ۱۲

یہ ایک سطر اور ہے کہ مولوی محمد علی نے "تذکرہ برہان" کے قائب کے اس تمام پرکارہ مضامین کا ذکر کیا کہ وہ اپنے قاطع برہان کی معترض شہرت اور غلطی کے بارے میں عرض و درج کرے تھے مولوی محمد علی کی تصنیف "قائب برہان" کے قاضی اور شہرت کے لئے ان کے لئے اور "تذکرہ برہان" کی حیثیت رکھتی ہے۔

"سنا علی برہان کے شاندار ہونے کے بعد قائب نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ پہلے قاضی کے جواب سے انھوں نے اس کو جواب دیکر جواب جواب کے مسئلے کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن مولوی برہان کے مضامین پر کرتے ہیں یہی اصل ذیل میں قائب کی زبان والے وہ بھی نہیں کی تھی اور نیز کی تھی اس سے قائب کی دہلی کا کوہا اہم نقصان پہنچا کہ قائب کے شاندار دستوری میں کی تاب نہ لائے قائب کو اس کو جواب دیکر غلطی کا قائب کو جواب دیا کہ اس وقت میں مسئلے کا اپنی طرف سے ختم کر چکے تھے لیکن جواب کے انتہائی امور کے بعد انھوں نے اس امر کا انکار کرنا شروع کر دیا۔ "تذکرہ برہان" کے قائب کی صورت کا اظہار مولوی محمد علی کے پاس بھی لکھا گیا۔

قائب کے اس طریقہ جنگ کی تہرلی کا مقصد یہاں یہ رہ سکتا ہے کہ اظہار کے لئے یہ تمام لکھے والوں کے اکثریت میں اس کی وجہ سے غلطی اور اس کا مسئلہ و فتویٰ ہو سکتا ہے اور تمام لکھے والوں نے یہ طریقہ مقابلہ کر لیا ہے اس میں ان کی دشمنیت پیدا نہیں ہو سکتی اور غرض یہ ہے کہ اس امر کا غرضی میدان سے بڑا شرف دیا۔ اسے حق کو پہلے ہار دینا کہ اس میں اس کا ختم ہو سکتا ہے قائب کی ذرا شہرت اور ثابت ہوئی اور مولوی محمد علی کے سے ان کے ایک شاندار نے قائب کے لئے کوہا یہ صورت اظہار کی کہ ان کو قائب کے صاحب نے اپنی غلطی سے اس پر اپنی غلطی کے ساتھ اس پر قائب کے ایک شاندار کو چھوڑ دیا کہ اس سے لکھی قائب کو جواب دیا کہ قائب گھبراہ میں غلطی پر ہی حرکت کرنا اور غلطی دیا یہی صاحب نے اپنی غلطی میں کی ثابت اختیار کر لیا۔

قائب اس حیثیت سے ان کی اہمیت تھے کہ مولوی برہان کی تہرلی پر شک ہی نہ ہو اس کو جواب دیکر غلطی دیکر غلطی کر رہا ہے اس وقت تک کہ قائب کو اس میں رہ سکتا ہے لہذا آخر میں قائب نے اپنا لکھنے کے اندر میں رہا







# حواشی

- ۱- تقدیر طبرستان - از پیغمبر خیر احمد اخوندزادگان نام یونانی سلسله
- ۲- "عمود بندی" از مرزا غالب
- ۳- تقدیر طبرستان - از پیغمبر خیر احمد
- ۴- "قاصد طبرستان" - از مرزا غالب مرثیه قاضی عبدالودود
- ۵- "قاصد طبرستان" -
- ۶- "قاصد طبرستان" -
- ۷- "آثر غالب" از قاضی عبدالودود صاحب
- ۸- "ذکر غالب" از ملک رام صاحب
- ۹- "نموده سخی" از مرزا غالب
- ۱۰- "ذکر غالب" از ملک رام صاحب
- ۱۱- "نموده سخی" از مرزا غالب
- ۱۲- "نامه غالب" از مرزا غالب
- ۱۳- "تقدیر غالب" از قاضی عبدالودود صاحب
- ۱۴- "آثر غالب" از قاضی عبدالودود
- ۱۵- دیباچه از رساله قرآنی - ملک رام
- ۱۶- موقوفه از "تجارت" مرثیه قاضی عبدالودود صاحب
- ۱۷- "آثر غالب" از قاضی عبدالودود
- ۱۸- "آثر غالب" از قاضی عبدالودود
- ۱۹- موقوفه از "لطافت لطیف" - رساله محمود شیرانی
- ۲۰- موقوفه از "کتاب حسرتی" نقل قول از کسری



کیونکہ اس کے کسی دوسرے شاعر کو آج تک تو سر نہیں ملتا۔

محققانِ غالب اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ غالب کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 جسے تنقید کے سامنے ہی پیدا کرنے کے لئے اس کے عروج و فراہم ہونے سے پہلے اس کے کچھ بھی نہ تھا۔  
 ماضی پیدا کرتے ہیں کہ وہ ان کا کل ماضی تنقید کا نشانہ بنے بغیر نہ رہ سکتا۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔

جس کے لیے غزل غالب کے منصوبے کے مطابق ہی وقت سے بہترین اثر اور طرز سے تنقید کے مطابق غزل  
 ہونے لگی تھیں۔ عروج و فراہم ہونے سے پہلے غالب کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔

یہ تھا تنقید کا وہ پہلا دور جسے صرف وقت کی پیداوار کہا جاسکتا ہے۔ غالب کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔

غالب نے غزل کی شاعری کا آغاز غزل کی شاعری کے عروج و فراہم ہونے سے پہلے ہی کیا تھا۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔

ہم ان کی شاعری کے عروج و فراہم ہونے سے پہلے ہی کیا تھا۔

پہلے ان کی شاعری کے عروج و فراہم ہونے سے پہلے ہی کیا تھا۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔  
 ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔ ان کی صورت و بیانیہ تصویر بالکل متعین ہے۔



جانی ہے اس تعلیم نے خالصین غائب کی جس میں گزشتہ دور کے موقوفہ فراموشی و بے ہوشی غائب کے لئے بچکانہ  
تعلیم و تربیت کا نام نہ رہا ہے۔ سامری نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے انھیں مایوس کیا اور ان کا غور  
دور انھوں نے آٹا جانا پیش نے قادی کے سطلوں میں دیا ان کے کپڑے۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہی کے غائب کے لئے  
کلام تیر کے لئے باجی سے زانے گزشتہ کا کہانہ آہستہ گزشتہ کے  
اور اس طرح کے سب سے پہلے غائب نے ہی کہا تھا۔  
دستکش کی تکانہ سے کی بداد گزشتہ کی سر سے شعلہ کی مٹی دی  
ایک سطل میں سرخ زمین کو اب اس طرح دیتے ہیں کہ۔

گزشتہ کی غنائیہ افغانیہ حال ہے خوش ہو کر یہی بات کہتے ہیں کہ  
غائب کی زندگی میں ہی کی غنائیہ حال عالم رہا ہے کہ اگر کوئی ایک دھماکا شعری غائب کی طرف غائب کو دیکھا  
تھا تو غائب نے اس کو اس کی فنی غزلیں کی تھی۔ انھوں نے کوئی غایت غور سے غائب کو دیکھا تو غائب  
پناہ فرماتا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں غائب کی غنائیہ غزلیں دیکھا  
ہاں غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

ایک دھماکا شعری غائب کی غنائیہ غزلیں دیکھیں۔

ایک صاحب نے غزلیں دیکھا۔

دیکھیں غزلیں ایک ہی انا غائب کا دیکھیں غزلیں ایک ہی انا غائب کا

اس غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

ایک غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔  
دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔  
دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔  
دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔  
دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔  
دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔  
دیکھیں غزلیں کا کہ غائب نے غائب کو دیکھا تو غائب ہی غزلیں دیکھیں۔

فرز پیدل میں درخت لیکن اسدائے خاں قیامت ہے

تجربہ کے ساتھ وہ پہلی آسمان اور عام لہجہ میں فرنگ سے پہلے ہی قربانی خرید کر لگی پہنائے تھے تھے مستقل طور پر  
اپنے گھر کو حق کا فروغ اظہار فرماتے تھے۔ جہاں سے کسی کی شاعرانہ کا دوسرا دور شروع ہوا ہے۔ اس دور کی خاموشی انکی  
جہاد پر عور کا خیر ہے جس نے غالب کو غزل غالب۔۔

پہنچتی کہ غالب کو ہے کئی جہاد اگر ہم تنہا کیا

کا صدیقی کر رہا ہے۔

جس طرح غالب کے غزلیوں کی تفسیر ہزاروں بکثرت رہی ہے اسی طرح ان کے مستحقین و نظریوں کی  
تفسیر بھی ہزاروں کی گئی ہے لیکن ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ غالب کی شاعری کے اس دور کی ابتدا اس  
نور اللغات پہنچتی رہتی ہے کہ یہ ایک کام غالب کو دی حکومت کے تجربے کی گئی ہے اسی شدت و جوش کی  
ابتدائی سے کہ غالب نے اپنے ہی اپنے ہاں سے یہی جنوں نے غالب کی گئی کو بہت سی آئیں بکھر رہے ہیں وہی اپنی اپنی  
اور ابتدائی کا دور غالب کی غزلیوں میں غمگیناں کیا ہے چنانچہ ان کے بعض شعر میں کی غزلیوں کے گہرے  
رنگ کی تصویر فراہم ہے کہ اس دور میں کا غزل نگار چند مثالوں سے غزلیوں کا اسلوب ہے جتنی کہ وہ اس سلسلے  
کی پہلی گزلی غالب کا دور ہے۔ یہ وہی حال ہے کہ اس کے اسلوب کے اسلوب میں اس سلسلے

مسلک کی یہ گزلی اگرچہ بہت بات لہجہ کا ایک آئینہ ہے لیکن اس کی ایک خاص بات اس دور کی اس شاعری  
شاید اس دور میں سے غالب کی شخصیت اور ان کے بہت سے اہم پہلوں پر گہرے اثرات ہیں جو اس دور کی  
کونسی کو کھنڈی ایک شعر و شاعری کے تجربے کی گئی ہے جس سے اس دور کی غزلیوں کا اسلوب ہے کہ اس دور میں  
یا اس دور میں اس دور کی شاعری کا اسلوب اس دور کی غالب ہے جس کی انہوں نے غزلیوں کی شاعری کا اسلوب ہے کہ اس دور میں  
کے ساتھ ہوا ہے کہ غالب کے غزلیوں کی یہ تمام خصوصیات اس دور کی غزلیوں کی غالب ہے کہ اس دور میں  
اس دور میں اس دور کی غزلیوں کی یہ تمام خصوصیات اس دور کی غزلیوں کی غالب ہے کہ اس دور میں  
یہ تمام خصوصیات اس دور کی غزلیوں کی غالب ہے کہ اس دور میں

”میرا اس کے ابتدائی کا لہجہ اور ہے سنی گہرا اس کا انداز ان کے غالب  
سے ان کی گہرائی میں یہ شاک نہیں کہ اس سے اس کی گہرائی میں اس دور کی  
کا دور میں اس دور کی غالب ہے۔“

آگے کے کام غالب کی کہ وہ جو صورت پر اس طرح کی شاعری ہے۔

”ان کے اکثر اشعار کا یہاں پہلو ہے اور یہی نظریوں میں سے کہ اور  
سنی واضح ہے کہ اس دور کی غزلیوں کے اس دور میں اس دور کی غالب ہے۔“



تقسیم ہستہ سے پیشتر اوراق میں لکھان کے بعد میں لوگوں نے ٹرے پر لکھ چڑی کی ہے یعنی ہوا اور شبنم کا صنف ابد الوجود و ملک الہی انھیں اس پر سے بڑے صلیب پر ایک مخصوص تختہ نظام کی بنیاد میں لکھ کر ان افراد نے غالب کی فکر کو فراموش کرنے کی تحقیر کی رائے پر پیش کرنے سے زیادہ غالب کی شخصیت اس کی زندگی کے حالات و واقعات اور ان کے سہولت و سہولت کی جڑوں کی شخصیات کی تحقیق و تلاش کو اہم سمجھنے والے ہی کی تحقیق و تلاش کو انھیں نہ کی کا بہتری مقصد قرار دیا ہے اور انھیں تحقیق کی تحقیق و تلاش کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کی فکر پر اس قدر تحقیق و تحقیق سے مراد ایک منظم و نامنظم کا یہ ہے جتنا غالب نے تحقیق کا یہ چارہ اور منہ دیا ہے اسی لئے ان لوگوں کو غالب کے آثار میں یہ غمناک کرنے کے تحقیق غالب کی پیش کش و ایک ہوا ہے۔ اسی سکون کا کلمہ شاد و صفا کی شخصیت بھی اس سلسلے میں قابل ذکر ہے جنہوں نے غالب کے تیر و آندہ اور ذریعہ لطیف حیات کے کاوش غالب کے کام کو آگے بڑھا دیا ہے جس کا ثبوت مورخین کے ان نامیں واضح فرمائیں۔

غالب کے پاسوں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور چونکہ کاوش کا خاصہ کار ہے یہی  
 جب تک ہنگامہ کافی کہنے والوں کو گورنر کی بی جا ہے اسی سبب کے لئے  
 میں غالب کے اس عظیمہ طوطا طوطا میں غور و فکر کا کلمہ نقل کے لئے ارادہ  
 میں بھیجے اس لئے کہ میں اس کے ایک فارسی خط اور ایک خط لکھ کر اس کا  
 متن پیش کرتا ہوں ؟

یہ کہ میں غالب کے تحقیق و تلاش اور ذرا رفت و سوا سے لکھتا ہوں ہی جتنا اس مقالہ میں غالب کے اس  
 لئے کہ ان لوگوں کا جو کہ ہے "نور اور" کے نام سے منسوب ہے لکھتا ہوں اور اس کے ایک اور کتاب میں جو کہ  
 ہے لکھتا ہوں کے ایک کتاب فراموش سے پیشتر میں لکھتا ہوں کہ غالب کا یہ مجموعہ کلام انہی غنیمت کے اعتبار  
 سے اتنا ہی اہم ہے کہ اس میں ایک کتاب غالب کے مجموعہ کلام سے اس میں ہے جس میں  
 یہ کہ اس کے نتیجہ نامی ہوتے ہوئے یہ عظیمہ کلام اور انہی کلام میں عظیمہ کلام میں لکھتا ہوں  
 یہ کہ اس میں لکھتا ہوں ہے اس کے علاوہ اس کے لئے ایک خصوصیت یہ کہ اس کے لئے لکھتا ہوں  
 کلام میں ہے کہ اس میں رفت و سوا ہے وہ غالب اشعار کی سلسلے میں ہے اس سے اپنے طور پر لکھتا ہوں  
 لکھتا ہوں اس سے پیشتر نامی تھا جس کا نام تھا رفت و سوا ہے اس میں ایک مقام پر لکھتا ہوں

"وہ اب تک میری حالت ہونے والی ظاہرات کے سلسلے کی بنیاد میں ہے لکھتا ہوں"

اس مقالہ میں رفت و سوا ہے کہ غالب لکھتا ہوں کی لکھتا ہوں کو لکھتا ہوں

تجربوں کا آغاز کرنے والی ہے ؟

اس لئے کہ میں اس کے خصوصیات میں ہی کے ساتھ ایک خاص خصوصیت بھی لکھتا ہوں کہ تحقیق غالب لکھتا ہوں

















جس سے قاتب کی شخصیت کے اس انداز کی کافی بصیرت ہو چکی ہو اور انکی کے لیے بصیرت سے انداز پر موقوف کا سراغ  
 لگا ہے جو ایک سو بیس دہائیوں کے انداز پر کی نشاندہی کر سکا ہے اور نہ ایک ایسی شخصیت کی کو قاتب کے کتا خانہ (ایم ایف ایم)  
 صاحب نے اپنے ایک مضمون میں قاتب کی تمام اہم قیادتوں کو پیش کر کے ان کی زندگی کے اس طرح بیان نہیں  
 کر سکا تھا۔

”قاتب نے غزوہ اعظمیٰ پر کچھ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتب کی سوانح  
 محض ایک ہی نہیں بلکہ اپنی ذراعت اور تجربہ ذاتی کی وجہ سے وہ انصاف سے  
 آگے بڑھا رہے تھے۔ نئی باتوں کو سمجھنا اور نئی باتوں کو سمجھنا پڑتا ہے  
 تھے چنانچہ وہ یہ کہ ان کی عمری، دلی، سوسائٹی، عالم برقی، قادیان، مصری، و  
 مستعدی کے باوجود انہوں نے اس سے کچھ بھی لی اور ان کی شخصیت کی کو قاتب  
 کی انہوں نے اس قدر سادہ طور پر لکھی ہے۔“

قاتب نے ان میں سے قاتب کی شاعری کا اسلوب و آہنگ کی کٹھن کی دیکھنے کی کوشش کی ہے اس کے  
 قیام میں قاتب نے ان کی غزل کے جتنی اس نے لکھے وہ شاعری میں سب سے پہلے قاتب نے ہی اپنے قلمی اثرات  
 اور انداز کی عبادت کی کہ ان کی غزل کی عبادت ۱۰۱۱ء تک ان کی غزل کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب  
 کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت ہے جس کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت  
 عبادت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب  
 کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب

”قاتب نے ان کی شاعری کا اسلوب و آہنگ کی کٹھن کی دیکھنے کی کوشش کی ہے اس کے  
 قیام میں قاتب نے ان کی غزل کے جتنی اس نے لکھے وہ شاعری میں سب سے پہلے قاتب نے ہی اپنے قلمی اثرات  
 اور انداز کی عبادت کی کہ ان کی غزل کی عبادت ۱۰۱۱ء تک ان کی غزل کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب  
 کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت ہے جس کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت  
 عبادت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب  
 کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب

آگے بڑھا رہے ہیں۔

”یہ کہ ان کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب  
 کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب  
 کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب  
 کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب کی بنیاد لی ہے جو صورت قلمی شاعری کی عبادت کے آہنگ اور اسلوب





یہ شخص کہتے ہیں کہ گویا وہ ہے اکثر و بیشتر خداوند پر حق کی توحید و وحدانیت سے ادا ہونے والی ہے لیکن یہ ایک  
 اتفاق ہے کہ نائب کے مشعل میں بھی کوئی رنگ نہیں نہ معلوم کس طرح ہو گیا ہو وہی اور وہاں نصیب ہوا گیا ہے  
 کہ وہ ہے ان کی توحید و وحدانیت سے وہ تو ان کے اعداؤں کے لیے جو توحید کی سمت کی علامت سمجھا ہوتا ہے ۔  
 انہوں نے بھی بعض دوسرے اقدار کی طرح نائب کے مشعل میں کھائی دلائے کوئی رنگ دیا ہے جس میں توحید  
 نائب کے لیے ہو کر رکھ کر تعالیٰ مطاع کر کے ہے نائب کی فکر از مہم جنوں ، ان کے ارشاد کی انہوں اور  
 پرتالوں کو کلام نائب کہ کہ مشعل میں اس طرح اس میں کیا ہے ۔

نائب کا آرٹ و راز ہی کچھ نہیں اپنے صدور کے اندر ہی آپ مثال تیرے  
 کہ شہر کی گولائی ہے اور شہر چھاں تک گولائی کا تعلق ہے کھلے اور شاعر  
 میر سے آگے نہیں بڑھ سکتا نائب کے آتش کی گولائی نہیں ہے دوست ہے  
 تیرے ہے ہی دوست ہے جس کنگاں ہی شاعر تیرے کہ نہ تیرے ہیں کچھ تیرے ہی  
 دیوانی نہ ہی ہر طرف کے اشعار تیرے ہی میں دکھائی تیرے دوست ہے  
 بھی تیرے کہ کیا یہ شعروں سے چھوٹا ہے کہ تیرے کہ کیا یہ شعروں سے  
 جس میں شاعر گولائی ہے ہی دوست گولائی اور اس میں دوست نائب کے  
 آرٹ کی انداز غزل ہے نائب کا مطلقہ ام خیال و روح ہے اس میں ہی  
 بھی کچھ صفت ہے ہی اس کے بعد بھی نہیں ہو تیرے کہ اشعار میں ہی ہے ۔ ۱۵

تو اکثر یہ عبادت ہی اس جگہ تیرے ہی کی انداز غزل ہی انہوں نے ہی مروجہ ہونے والے اس میں ہی نقطہ نظر  
 سے کلام نائب کا بار نہ ہے نہ چند انہوں نے نائب کی شاعری میں رنگ کے اس میں خفاں کو تلاش کرنے کی کوشش  
 کہ ہے وہ عام سیادہ رنگ کے خاص کچھ جانتے ہے ہی بلکہ جس میں عام رنگ کی اس میں دوست تیرے  
 کیا ہے ۔

توئی کو ایک سرسری جائزہ پر جانا ہے کہ رنگ کی مجموعہ انداز ہے جو مختلف مہارت و فضا کی بات  
 کی آواز ہے جو تیرے ہی رنگارنگ کی گنتی ہے جسے کائنات کی ہر شے ہی وہ صحت و صحت تیرے کیا جاتا ہے ۔  
 اور ہی مختلف مہارت کا تعلق ہے اور دوست عام سماج رنگ کے و نشیب و فراز ہے جو نائب جس رنگ کے  
 کچھ شہر میں مہارت و مہارت سے تیرے کیا جاتا ہے ۔ انسان تو رنگ کی انہیں شگفتہ اور ان کے مہارت  
 اور کامیابی کے اس خوب ہے کہ رنگ ہے تعالیٰ انداز بات کا حال ہے اس میں کے تیرے وہ ایک رنگ تھا  
 کی صفت و اختیار کیا ہے ۔

تو اکثر وہ نائب نے نائب کی شاعری میں رنگ کی انہیں مختلف کیفیات اور رنگارنگی کو تلاش کرنے کی











غالبؔ و شاعری میں ایک اندوزِ نظم ہیں، اس کی غرضیت و طاقت  
 و تنقید و شعورِ پہلوؤں میں اب اگر پوری ہے تو اس سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کی ایک  
 شخصیت کے لئے ایک مخصوص کی حدود بہت کم ہیں بلکہ مشکل ہے کہ وہ  
 سخن کی غرض میں اس کا مقام و منصب سے لے کر ہی نہیں بلکہ  
 فانی اور جبریل سے ۱۰

در اصل اسلوبِ صاحب نے غالب کے مطالعے میں، انگریزی کی جدید شعاعوں کی پیش نظر لکھتے ہوئے  
 ان دورِ زمانہ و اہلِ فن کے ذریعے غالب کے سخن کی اس بنیادی خصوصیت کو اظہار کرنے کی کوشش کی ہے وہ ان  
 کے فنی، تہذیبی و فطرتی خاصیت سے ان کے شعروں نے غالب کو اس خاص سہرائی و اہمیت سے نوازا ہے۔

غالب کے یہاں وہ نگارگری اور فراوانی سے زیادہ لذت و دلچسپی  
 اور تنوعِ اہم میں ان کے وہاں جذبات کی تندی اور لڑائی کی برقی  
 نگارگری ایک سوقت تھی ہے، ان کی شاعری میں عقل کا عنصر زیادہ کم  
 فانی اور طاقت رکھتا ہے ۱۱

دکتر خلیفہ نے غالب کے اشعار و اسلوب پر اچھا اور خوب کر کے بحث کی ہے ان کے کلام سے اس اشعار  
 کو اس خیال میں پیش کی ہے کہ جو بھاری لکھنے والی اور کمالِ طاقت رکھتی ہے اس شخصیت سے کہیں  
 اسلوب کی اس خاصیت نظر کو غالب کی نگارگری و فطرت و فطرت سے لے کر ان کے فنی و فطرتی  
 ان کا غالب کا جو مطالعہ کرنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غالب اپنے ہم نگاروں سے زیادہ  
 انہوں میں سے ان کے کلام سے مختلف ایسے قریبات میں طبع و صورت ہوتا ہے جس سے ان کے کلام میں  
 بھرپور دنیا کی مثال کے لئے کافی ہے کہ ان کی طاقت ان کی بنیاد پر ان کے مطالعہ صاحب نے ان کے اشعار  
 کے اسباب و فانی کہتے ہوئے ان کے کلام کو ایک خاص رنگ و شادابی کی آغوش کی ہے اس کے ساتھ  
 ان کے یہاں ان اشعار میں ان کی انگریزی و ان کی انگریزی میں ان کے کلام کو ایک اور رنگ

غالب کی دیکھ کر کہ ان کی انگریزی میں ان کی انگریزی میں ان کے کلام کو ایک اور رنگ  
 فانی اور ان اشعار کا ایک اشعار کا مزہ جو چاہئے ان میں  
 ان کی انگریزی میں ان کی انگریزی میں ان کے کلام کو ایک اور رنگ  
 ان اشعار کی طاقت اور ان کی انگریزی میں ان کے کلام کو ایک اور رنگ

صرف لے کر آئے ہیں یہ کہ اسے دیکھ کر سوانی کی حق تعالیٰ میں بھی جی ہوئی ہو  
 نہیں ان کو ایک ہی دوسرے کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ ہر ایک کی طرف  
 کے ساتھ توجہ کر رہا ہے اور ان میں سے دوست گیری کا کام  
 لیا گیا ہے۔ ۱۳

۱۴۔ کٹر لڑائی میں نے غالب کے غریبوں کے ساتھ ساتھ لڑنے کے لیے ہر ایک غالب کو اپنی رخصت سے روک دیا ہے  
 لیکن غالب نے ان کو روک دیا ہے اور ان کے لیے ایک اور رخصت سے روک دیا ہے  
 کہ ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 اس کی وجہ سے ان کی رخصت سے روک دیا ہے اور ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے

۱۵۔ غالب نے دوسری میں ایک نئی رخصت کا تصور کیا ہے اور ان کے لیے  
 یہ رخصت ہے جو ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 کہ ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ہے اور ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 شاعری میں ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 کہ ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ایک ہی کی طرف ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے

۱۶۔

۱۷۔ کٹر لڑائی میں نے غالب کے غریبوں کے ساتھ ساتھ لڑنے کے لیے ہر ایک غالب کو اپنی رخصت سے روک دیا ہے  
 اور ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے  
 ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے ان کے لیے

۱۸۔ غالب نے دوسری میں ایک نئی رخصت کا تصور کیا ہے اور ان کے لیے



کیا گیا ہے۔

”غالب کی شاعری اپنے وقتی زمانہ، اہمیت، زبان اور لوازماتِ زمانہ کے بارے میں سوال کے درجہ پر عجب کافی ہے اور طعیر کرتی ہے غالب کی شکل پسندی پر ناگوارگی اور نئی - ایس - ایسٹ کی طرف ہے جس پر قادر پارکس ایک طرح کی ذہنی مسخرت حاصل ہوتی ہے جس طرح میں اس شاعر کی ایک ہی چیز، لکھنا اور قلم کی حرکت سبب حاصل کر کے ایک نئی طاقت اور فنی سوسائٹی برتی ہے بالکل اسی طرح غالب کے قلم کی اہمیت اور اس کی خصوصیت فریج اور ڈیڈلے، انجیل کی تفسیر سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ شاید چکر بھٹے شاعری کی فکر کو اپنے لیے دو چہرے کی دو گہرائیوں تک رسائی حاصل ہو جو غالب کی آستین میں قلمی کائناتوں نے جس بارگاہ میں اور قریبائی اور پاک سے شعر کہے ہیں اس تک خیال کی وسعت حاصل ہے۔“

مشہور شاعر غالب کی اہمیت میں خداوندی کام کی موجودہ صورت پر غور کرنا چاہیے۔ انھوں نے غالب کی فکر و فن سے استفادہ کیا اور انھوں نے غالب شاعری کی صورت میں پیش کیا ہے جس میں موجودہ طرزِ تخلیق کے مطابق غالب کی شاعری میں زندگی اور زمانہ کے ان پہلوؤں کی حقیقت و ظاہر میں بڑا فرق رہا ہے۔ چنانچہ موجودہ تحریکات سے مراد ملتی ہے۔ انسانی صاحب نے اپنی سوانحیت میں غالب کو ایک متعلق نگار شاعر کے طور پر نہ ہی غالب شاعری کا فن اس طرح اور کیا ہے۔

مردمِ غریب کی آواز، غم کی آواز، پتھر پر پتھر غالب نے صورت  
 یکے بعد دیگرے ایک عالم میں پیدا کیا جس کا جگہ کا زندگی کے  
 کھڑے ہوئے بغیر شاعرانہ حسیوں اور انھوں کو کچھ کر رہی  
 خاموشی کا موضوع بنایا۔ ستر کوں گھر گھروں میں نہ ہوئی باتوں  
 سے شعر تراشے اور انھیں زبانِ سدا کی مدد کی نہی حلا کی  
 کہ اس کے فکر پر پتھر اور پتھر سے دلوں میں گونگے گونگے  
 پر چڑھ گئے۔“

موجودہ ادبی تحریکوں کی شخصیت نگاری انھوں نے اپنے دور (مقام) میں کی ہے۔





کو محدود و متزلزل رہتا ہوں۔ اچھا نامہ جس کا اچھا صدیقی صاحب نے ہی لکھا ہے۔

فائبہ صاحبہ اس دور کے چھ بڑے مغالو میں سے ایک  
 اور جو سنگہ بنگالہ قرار دیتے ہیں وہ اپنے استادوں کو  
 اپنے تہذیب کو ان کے مطالعے کی دعوت دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ  
 ہے کہ ان کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ شاہ ولیوں کی ایک سنگین  
 کمزورتی دکھاتا ہے جو کہ ان کی مرتبہ قبول کے چلے چکے سنگ  
 یا حقیقت کے متعارف مسائل و موضوعات کی بگڑ و خرابی  
 اور ان کی گہری مضامین کی دعوت دی گئی ہے۔ ۱۱

جو ایک توحیدیت ہے کہ فائبہ اپنے زمانے کے درمیان افلاطون کی طرح اپنی فلسفی اور حکیم نہیں تھے اور نہ ہی  
 انہوں نے اپنی فلسفیانہ نظریات کو ان کے دور میں ہی لکھے بلکہ ان کے تفسیر و تشریح کے لئے لکھے گئے ہیں جو کہ  
 جس کے سبب یہ بات ضرور تسلیم کی جاسکتی ہے کہ اگر انہیں مناسب ماحول و تربیت نہ ملتی تو ان کی فلسفی  
 کے لئے ضروری ہے کہ انہیں ایک فلسفی اور حکیم ہو سکتے تھے۔ اسی فلسفیانہ مزاج کی بنا پر ان کو ہندو  
 فلسفیانہ انداز پر بیان دیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان کے فلسفے میں مناسب ماحول نہیں ملا۔

جو کہ فائبہ نے فلسفیانہ مزاج لیکر آئے تھے وہی لئے انہیں ان کے اس کا کلیہ جانتی ہوئے کہ  
 اسی کو ایک حد تک ان کی شخصیت کی سچائی کی علامت سمجھنا چاہئے۔ فائبہ صاحبہ نے فلسفیانہ ماحول  
 نظر فرمایا ہے جو ہندو ایک علم پرستوں کے لئے ماحول نہیں تھا ان کے عقلی نظریات کی حقیقت کو ان  
 صدیقی صاحب نے بھی فائبہ کے ماحول نام کی بحث میں اپنی فلسفی اور حکیم کی حیثیت کو انہیں  
 دی ہے لیکن ان کے فلسفیانہ مزاج اور دیگر انداز پر بیان کی بدولت وہ توحید پرستی میں نہیں رہ سکتے  
 شاعر ضرور نااہل ہے۔

فائبہ صاحبہ کی مزاجی فلسفی یا عقلی یا حکیم نہ تھے لیکن ان کی  
 ان کی عقلی اور اسلوب پرستی اور ان میں فلسفے کی رت و تہذیب نظر میں  
 اور تہذیب و ادبی کے مناسب ماحول پرستی تھا ہے۔ پھر ان کی  
 کے باشندوں میں ان کا نام صرف ان کے مزاج اور ان کے نام پر ان  
 اور ان کے نام پر ہے جس سے ان کے فلسفے کی سنگین کمزورتی کی گنج

کی قدر پرستی ان کی مشاعرہ میں بھی ملتی ہے۔ ۱۲

صدیقی صاحب فائبہ کی عورت پرستی کا شکار ہے کہ انہیں ان کا تہذیب پرستی کے نام پر ان کی

جو ایک ممتاز فکر و نظر رکھنے والے قائد کے لیے ضروری ہے۔ اس مہارت کی فلاحی ہی کے پیلے ملے سے ہی ہوتی ہے کہ کتاب کو جس کی بنیاد پر لکھنا ہوتا ہے اس کے مطابق کتاب کی طرز و اسلوب نہیں ہے کہ کتاب نے سب سے پہلے اردو زبان کو لکھنا چاہیے اس سے پہلے لکھا گیا ہے کہ کتاب کے پہلے ستر کو پہلی رشتہ قرار دینا چاہیے اور دیکھنا کہ اس کا سراغ ملتا ہے مثلاً

کئی بار عمر بھر کی تیرا تو بیچت رہیوں  
یہ بزمِ عشرِ جہاں کی جگہ کے بزمِ اُم کے  
اور پھر کتاب کے کئی شکایات کا کیا جائے گا ان کا اظہار و اعلان وہ تیری بالکل ہی آپ سیکڑ  
ہے جو مفید چیز نہیں رہا ہے جسے ہی لکھنا ضروری کوئی تیر کی تما شکایت ہے کہ لکھی گئی۔

یہ تو صحیح و عینِ حقیقت ہے کہ اس وقت دینی مسائل اور مسائل سے پہلے کتاب کو سونپ دینا سنا ہی نہیں ہو سکتا۔ عظیم شاعر و کالم نویس کی ایسا کرتے اس فنکار کی فنی عظمت کا اس میں ساتھ دینا ہی کیا جاوے گا۔ اور دینا کا وہ سب سے بڑا غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے جسے انھیں عوامی عقیدہ و تہذیب کو اپنے چنانچہ پچھلے دنوں غائب کے بعد سارا شیش کے سرے پر دینا چاہیے غائب کے سلسلے میں یہ کیا نہ ہو کہ اسے سب سے پہلے غائب کے لیے چھوڑیں جس میں سب سے پہلے غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے کہ اسے اپنے ہی ہونے کا جانکر لکھا جائے۔

کیا چھوڑ غائب کے تحقیقی۔ (اس سے بڑا دم اٹھا دیں۔)  
یہ وہی چیز ہے جو غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے جسے انھیں عوامی عقیدہ و تہذیب کو اپنے چنانچہ پچھلے دنوں غائب کے بعد سارا شیش کے سرے پر دینا چاہیے غائب کے سلسلے میں یہ کیا نہ ہو کہ اسے سب سے پہلے غائب کے لیے چھوڑیں جس میں سب سے پہلے غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے کہ اسے اپنے ہی ہونے کا جانکر لکھا جائے۔

وہی ہے کہ کتاب کی فنی عظمت کا مترادف ہے جسے انھیں عوامی عقیدہ و تہذیب کو اپنے چنانچہ پچھلے دنوں غائب کے بعد سارا شیش کے سرے پر دینا چاہیے غائب کے سلسلے میں یہ کیا نہ ہو کہ اسے سب سے پہلے غائب کے لیے چھوڑیں جس میں سب سے پہلے غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے کہ اسے اپنے ہی ہونے کا جانکر لکھا جائے۔

یہ وہی چیز ہے جو غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے جسے انھیں عوامی عقیدہ و تہذیب کو اپنے چنانچہ پچھلے دنوں غائب کے بعد سارا شیش کے سرے پر دینا چاہیے غائب کے سلسلے میں یہ کیا نہ ہو کہ اسے سب سے پہلے غائب کے لیے چھوڑیں جس میں سب سے پہلے غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے کہ اسے اپنے ہی ہونے کا جانکر لکھا جائے۔

اور وہی چیز ہے جو غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے جسے انھیں عوامی عقیدہ و تہذیب کو اپنے چنانچہ پچھلے دنوں غائب کے بعد سارا شیش کے سرے پر دینا چاہیے غائب کے سلسلے میں یہ کیا نہ ہو کہ اسے سب سے پہلے غائب کے لیے چھوڑیں جس میں سب سے پہلے غائب کی فنی عظمت کا مترادف ہے کہ اسے اپنے ہی ہونے کا جانکر لکھا جائے۔

کیا ہے : ۵

غالب کے طبع پر مولیٰ ان چند اقویٰ کے انکوائٹر شمس کے لکھنے پر قتیہ غالب کے طبع پر ان کی نامور  
 ہضم کے طبع کی حیثیت سے ایک حیرت انگیز شکل کے لکھنے پر ایم اے کے طور پر ان اقویٰ غالب کی ایک طویل تر  
 ہے جنہوں نے یہ ہے کہ خصوصاً وہاں دھڑکی سمجھ کے طبع پر غالب ہر اُن کے لکھنے کو بہت زیادہ پسند کیا  
 کیا ہے۔

حیثیت مجری پر ان اقویٰ نے غالب کے لکھنے پر سرسبز پر ایم اے کے طور پر ان کے نامور ہضم  
 ان کے طبع کے مختلف موضوعات و مسائل، انکوائٹر شمس کے لکھنے پر ان کے طبع کے طور پر ان کے نامور ہضم  
 کرتے ان کے لکھنے پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر  
 ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر  
 ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر ان کے لکھنے کے طور پر

## حَوَاشِی

۱۔	"یا ہمارے غالب"	از مولیٰ ملک
۲۔	"	"
۳۔	"	"
۴۔	"کما حقہ غالب"	از مولیٰ ملک
۵۔	"مقدمہ پر غالب"	از مولیٰ ملک
۶۔	"نور پر غالب"	از مولیٰ ملک
۷۔	"یہی غالب"	از مولیٰ ملک
۸۔	"از مولیٰ ملک"	از مولیٰ ملک
۹۔	"طوطی غالب"	از مولیٰ ملک
۱۰۔	"غالب اور ان کے معترضین"	از مولیٰ ملک
۱۱۔	"	"
۱۲۔	"غالب نامہ"	از مولیٰ ملک

۱۰	"نائب شکو"	از محمد و یحیی
۱۱	"مکار"	معارف میر
۱۲	"مطالعہ نایب"	از میرزا محمد علی
۱۳	"نائب شکو"	از محمد و یحیی
۱۴	"مکار"	معارف میر
۱۵	"شکوہ نایب"	از میرزا محمد علی
۱۶	"مطالعہ نایب"	از میرزا محمد علی
۱۷	"نائب امر"	از شیخ محمد کلام
۱۸	"مقام نایب"	از محمد علی
۱۹	"مضوی کلامی از میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۰	"نائب کمال"	از میرزا محمد علی
۲۱	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۲	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۳	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۴	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۵	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۶	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۷	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۸	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۲۹	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۰	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۱	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۲	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۳	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۴	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۵	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۶	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۷	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۸	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۳۹	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی
۴۰	"نائب میرزا محمد علی"	از میرزا محمد علی













پھر فی کتاب کا نا "پرتوستان" لکھا گیا تھا اور اس کو "مختصر نظم"  
 کیا گیا تھا۔ افسوس کہ اس میں ابتدا سے لیکر پورا بادشاہ کا نام کے حالات  
 لکھے تھے۔ پھر وہی نام کی تحت بعضی سے لیکر پورا بادشاہ کا نام کے  
 حالات لکھے کی توڑ تھی لیکن دوسرے حصے کی شروع الٹی شروع نہیں  
 ہوئی تھی کہ ان کی منسلک کی بساط طبعی تھی۔

"پھر پرتو" میں جو کتاب ہے "نوریم" کا ہوا یا تھا کہ ایک سہ ہزار دو سو گت "پھر پرتو" تو سوا  
 کہ یکے تھے "نوریم" کی شاعت کا کچھ بھی سے انتظار کرنے لگے پھر وہی طریقہ شروع ہوا اور بادشاہ کا نام لکھنا  
 بڑی کامیابی سے شاعت کی ادا سے کے سلسلے میں کتاب کا حصہ لکھے گئے۔ بادشاہ کا نام لکھنا اور بادشاہ کے ہر  
 خط و کتاب کا "نوریم" کی شاعت کی طرف متوجہ کیا ہے جس کے اندر سے خود کتاب کی طرف نظر آتی ہے  
 ان کی مقبولیت تحریر کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

"نوریم" میں جو کتاب ہے "نوریم" کے حصے کا لکھنا ہے  
 اور میں لکھنا کہ میں کو جب "پھر پرتو" کی حالت نہ لکھتا "نوریم" کہ  
 لکھنا کہ میں "پھر پرتو" کے وہی ہے جو میں نے لکھا ہے کہ اس کتاب  
 کا نا "پرتوستان" ہے اور اس کا نا "پرتوستان" ہے اور اس کا نا "پرتوستان" ہے  
 عالم سے پہلے بادشاہ کا نام کی شاعت کا ذکر دوسرے لکھنا کہ میں  
 بادشاہ کی شاعت کا ذکر ان کے حصے کا نا "پھر پرتو" دوسرے لکھنا  
 نا "نوریم" ہے۔ یہی ہے جو پرتو لکھا ہوا یا لکھا گیا تھا۔ اور اس کی  
 کے حالات لکھے گئے کہ "پھر پرتو" کا نا "پرتوستان" ہے۔

نائب کی شاعت "نوریم" ہے۔ یہی ہے جو شاعت کے بعد سے تحریر کا لکھنا ہے کہ کتاب ہے اور اس کتاب نے  
 ان تمام حالات اور حالات کی تفصیل سے تحریر کیا ہے تو پرتو شاعت سے اور تو کتاب دیا ہے جو  
 کی زبان صاف و ظاہر کی ہے اور اس کی لکھنا ہے۔ ان ہی کو کہ پھر لکھنا ہے کہ میں ان کا لکھا ہے۔  
 کتاب کی اس شاعت سے اس میں کے کچھ سے ایسے جو بہت سے آج سے لکھنا ہے کہ میں اس کتاب  
 کے مطالعے کے پھر لکھنا تھا تاریخی اعتبار سے کتاب کی شاعت ایک اور نام لکھنا ہے کہ میں اس کتاب ہے  
 میں کا جو تاریخی نام لکھنا ہے کہ میں اس کتاب کے لکھنا ہے کہ میں اس کتاب کے لکھنا ہے کہ میں اس کتاب ہے  
 کتاب کے اس میں لکھنا ہے کہ میں اس کتاب کے لکھنا ہے کہ میں اس کتاب کے لکھنا ہے کہ میں اس کتاب ہے  
 لکھا ہے کہ میں اس کتاب کے لکھنا ہے کہ میں اس کتاب کے لکھنا ہے کہ میں اس کتاب کے لکھنا ہے کہ میں اس کتاب ہے

















انگل بہ گل اس سے کہ ہر حال میں اس کی تعریف سے اور انی لغت کے اعتبار سے غزوت لہاں ہے۔  
 "نکات و نکات غالب" جو نثر و سلسلہ کی سیمیلانہ غالب نے غزوت کی زبان کے لکھنے کے  
 سلسلے میں غزوت کیا ہے اس سے غزوت کی لکھنے کے تمام نکات اور جو سلسلے میں ہر حال میں غزوت کی زبان ہے  
 "نکات و نکات غالب" کے لکھنے کی غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے  
 غزوت کی زبان ہے غالب کے لکھنے کی غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے  
 ان کی غزوت کے غزوت کی زبان ہے غالب کے لکھنے کی غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے  
 ہر حال میں غزوت کی زبان ہے غالب کے لکھنے کی غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے  
 کے لکھنے اور غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے جو غزوت کی زبان ہے

## حواشی

- ۱۔ انکسار غالب اور غزوت
- ۲۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت
- ۳۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت
- ۴۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت
- ۵۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت
- ۶۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت
- ۷۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت
- ۸۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت
- ۹۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت
- ۱۰۔ "نکات و نکات غالب" اور غزوت





اندر میرزا کا چہرہ دوسرے نگاروں کے برابری تھی کسی صورت میں بھی چوکی عام نگاروں سے تو شرف  
 و فرست کو رہتا ہے لیکن غالب کے کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہو گا کہ کثرت کی دو طرفت نے غالب کو پہنچا  
 ہے۔ اس لئے کہ غالب خود سرسبز نگاروں کی صفوں میں نگاروں کی نظر آتا ہے کہ عام نگاروں کے برابری تھی  
 و فرست کی تہ میں کسی شخص و عداوت کا شک و شبہ کے بغیر ہی کی گمان نہ ہوتی ہے۔ لیکن ان کی کمزوریوں میں بنائے  
 دانی ہے لیکن غالب کے یہاں کسی حد تک انہیں یا سزا مسمی نہیں ہوتا بلکہ ہر شے سے اپنے ساتھ دوسروں کو محفوظ  
 کرنا ہی وہی مقصد ہے۔ یہاں تاں یہاں ہے جو لطافت و حساسیت کی تحریرت دینے والا ہے جو اس کے یہاں ہی درخت  
 کی جڑ سے تنگلی پیدا ہوتی ہے۔ وہاں غالب سے پہلے اور وہاں ہی شرف و طرفت کی اکثر صفوں کی تہ میں پہنچا  
 تھا۔ غالب و وہی عداوت سے چوکی نے شرف و طرفت کو اپنے ان کے طرز بیان اور ہمت سے آہستہ طرز فکر کا نایاب  
 و عظیم مقام عطا کیا ہے۔ ان کے بعد انہوں نے ان کی مطلقوں میں سے چوکی کو ان کا زور آزمائی ہائے کلام  
 عام طور پر شرف و مزاج نگاروں کے یہاں تھی شرفیاں پائی جاتی ہیں جسے شرفی کہنا اور انہوں میں سے  
 تہ میں کیا جاسکتا ہے کہ غالب نے انہیں شرفیوں کے ساتھ سوزی شرفیاں پیدا کرنے کا سلیقہ ہی نگاروں سے ہے  
 ان کی شرفی فکر کا اہل کہنا چاہیے۔ غالب ان کی عداوت و تہ میں نے غالب کی شرفی فکر شرفیوں کے ہی ہم پیر  
 کو انہیں نظر رکھتے ہوئے یہ کہا ہے کہ

”اُس دور میں انہی کی بلوغ و بیدار شخصیت کا کوئی شاعر اور پیدا نہیں ہوا۔“

غالب کی وہ شرفی فکر شرفیوں کی شرفی میں اور انہیں کی شرفی کا تہ میں ہے شرفی فکر پر تمام ہمدانی گفت  
 شرفیاں اپنے سوز و گداز میں، غالب کی فکر شرفیوں کے سلیقہ میں مانی نے کہا تھا کہ  
 ”انہیں جوابی ناز میں کے یہاں انہیں انہیں ظہور کیا جاسکتا ہے۔“

غالب کی بدلتی اور شرفی و طرفت کی تہ میں انہیں کا تہ میں کہ اس وقت تک انہیں سے جو تک انہیں کی زندگی کے  
 تمام جو نیات و اصول اور عادات وہ نظر کا زور مطالعہ کیا جاسے اس لئے انہیں عام تہ میں کے سلیقہ میں ہی انہیں  
 عداوت کے تمام میں کی جاسکتی ہے۔ یہاں تک کہ انہیں کی تمام عادات سے انہیں تہ میں تہ میں باہر انہیں  
 انہیں کے انہیں میں عداوت میں کہ انہیں کی تہ میں انہیں نظر رکھتے ہوئے انہیں سے انہیں انہیں انہیں  
 ہندو کی فکر کے تہ میں انہیں کے پہلے اس کے ہول اس کے عداوت کے کہ انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 اور اس کے عداوت میں انہیں کے سلیقہ میں انہیں عداوت میں کہ انہیں کی تہ میں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 ہمدانی انہیں کے عداوت میں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 وہ جاسے کہ انہیں غالب کی شرفی و طرفت اور انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں  
 کہ انہیں انہیں کے عداوت میں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں



پھر بعد ازاں اس کا کسی دھماکتے سے گھر پر لے بغیر نہیں رہتا۔ عام زندگی کی بدل چالوں میں خرمی گھٹا کر اور حالہ کج نگاہی میں بات سے بات میں طعن پیدا کی جاتی ہے کہ ہر بات سے دبا گئے خود ایک ایسے شخص میں بدلتی ہے مثلاً وہ اب مصطفیٰ کاں کشیدہ نے کتاب سے معلوم کیا کہ آپ صید سے لڑتے تھے یہ سنا کہیں دور تک جانا ہوا تو مرزا نے اسی کو جواب دیا کہ "مجھے ان کا ایک آگاہ تھا اس لئے کہ وہ ان کا گیا چہرہ پہنایا۔" مثلاً یہ دعویٰ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قرآن مجید کو سنا تھا اس لئے کہ وہ نے سنا ہے کہ یہ قرآن مجید اب ان کا ایک جیس ہوتا ہے۔ انہوں نے اس لئے میں مرزا کو جو سنا ہے کہ کسی دن ان کے حاضریں گھٹا ہے۔ مثلاً انید سے بدلتی ہے اس کے بعد مرزا نے یہاں کا لے کے یہاں قیام کیا کسی نے انہیں رہائی کی یہ کہا کہ انہیں کسی کی مرزا نے کہا کہ انہیں پچھلے دنوں کی تہ میں تھا اب کا لے کی قید میں رہا۔" مثلاً کسی کے سرے کا نام نہ کرے جیسے نیر ناہر۔" مثلاً مولانا آزاد کو جواب دینا کہ بدعت اہل مسجد ہے مگر آپ کو مسلم ہے کہ وہ دیکھیں ان شیطان عقیدہ بنا ہے وہ بھی کافر ہے۔" مثلاً اٹھانہ کی آٹ پیسہ کا یہ عالم ہے کہ وہ دھڑلے سے لڑتے گئے ہے مثلاً ختم نے میر سہاؤں دے دیے نے تھا اس سے بعد دے۔" یا تو ان کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا کہ اب مسلم ہو کر آپ سہاؤں ہیں۔"

آندو ادیب میں ناکب کی عظمت و اہمیت کا راز نہ تھا۔ اسی کی نظر کی وجہ سے ہر  
عصر و زمان کی نظم کے جسے چکاؤں کی عظمت کا راز تھا ان کی جہت پرندی تھی اور خاصہ راز ان کی  
مضمریت پر صحت ان کی شوقی مزون کا نتیجہ ہے۔ ناکب کی شوقی مزون کے جسے چکاؤں کا شوق اور جہت پرندی  
دار نے ہر سہے چھوڑ کے انھوں نے چاہا تھا اگر کو جس نام سے چکاؤں پرانی ہے اس کی جہت پرندی اور مضمریت  
عالم ہے کہ انھوں نے پہلے سے مرزا کا دوا لے کر اس میں پرندی نہیں کیا تھا۔ اب اسی جہت پرندی سے متاثر ہو کر ان کی نظر  
پر صحت نہیں تھی۔ ناکب کو جہت پرندی کا نام "چکاؤں" تھا۔ چکاؤں ناکب کی نو ہون پرانی اور مضمریت کے سبب سے نظر  
آندو ادیب میں دگر انھیں جہت پرندی کا راز نہ تھا۔ اگر کہا جائے تو یہ راز تھا۔

[illegible]

















اور یہ بات تو اولیٰ دہانے کے سلسلہ میں شرفی بیان کے ساتھ اپنی درجہ استقامت پیش کی ہے ملاحظہ ہو۔

پیری گوارہ بن مستور ہے      اس کے لئے کہتے ہیں بہ ہند

رسم سے مردہ کی بھاری ایک      خلق کا ہے اسی چلن پہ ہمار

لکھو لکھو کہ ہر تہیہ حیات      اور چھ ماہی ہر سال میں دو بار

بسمکریا ہر ہر پہننے قرین      اور رچی ہے سود کی شکار

پیری تو آدمی چہ نہ نام کا      ہو گیا ہے مستور کہ ہمار ہمار

قصہ کے صوبہ خاقان نے زبانیات و لطافت میں لگائی شرفی لکھو شرفی دہانے کو بہادری و ہر گشت

ہر طور نہ چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں شرفی و غزوات نے خاقان کے اسلوب و زبان کو مزید پیش

پکھیرا ہے۔

دہانے کی حقیقت حضور دہانے      لکھو لکھو کہ ہر ہند کی دہانے

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر      دہانے کی ہر ہند کی حقیقت ہر

اسی ہی کے احترام کو کہ بریلن کا اڈس ٹریف سے لیتا فائبر کی ہر قسم سے کا احترام کرنا چاہیے  
اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے ٹریف سمجھتے ہیں چنانچہ وہ سب کے سب اس قسم سے اپنی زندگی کا طرز عمل کو  
کرنے میں انھوں نے جس شوقی فکر کا ثبوت دیا ہے تحقیقاً قابلِ داد ہے۔

دعا و صوم کی کچھ نہ دیکھو ہر شخص کو ضرور ہے روزہ رکھنا کہ

میں پاس رکھوں کہ کچھ نہ دیکھو ہر شخص کو ضرور ہے روزہ رکھنا کہ

نہ کہہ قطعے میں عظمت و احترام کے لیے ہے اپنی کما کی ہر قسم کی زندگی کی زندگی کی  
اپنی روزانہ زندگی کی صورت پر رکھنے کی کاٹھن کی ہے اس کے علاوہ عجب نے اپنی ایک ہی زندگی کی  
مطلوبہ کاظم کرتے ہیں اپنی روزانہ زندگی کا شمس کرنے میں اپنی زندگی کا اس طرح سے رکھنا ہے۔

سارا نور و تاب کجاستاں سے ہاں آرام کے سبب کہاں سے ہاں

نہ ہوا ایمان ہے فائبر لیکن جس کا شور و تاب کہاں سے ہاں

فائبر کے نکار افلاک سے جس قدر فائدہ نکلا ہے شاید ہی اس خطے میں کسی سے ہو کہ فائبر کی ہر قسم کی  
ہر قسم کے نکار افلاک سے جس قدر فائدہ نکلا ہے شاید ہی اس خطے میں کسی سے ہو کہ فائبر کی ہر قسم کی  
ایک ڈیڑی میں نکار افلاک کے لیے خطی شوقی کے ساتھ سمیڑی شوقی بھی پیدا کرنے کی کاٹھن کی ہے لاکھ

۱۱۰

نہ کہہ قطعے میں عظمت و احترام کے لیے ہے اپنی کما کی ہر قسم کی زندگی کی

اپنی روزانہ زندگی کی صورت پر رکھنے کی کاٹھن کی ہے اس کے علاوہ عجب نے اپنی ایک ہی زندگی کی

مطلوبہ کاظم کرتے ہیں اپنی روزانہ زندگی کا شمس کرنے میں اپنی زندگی کا اس طرح سے رکھنا ہے۔

بہار ہے سہم کر سہولے کہتے ہیں نہ تاک کام کرتے ہاں

کچھ نہیں کہیں خیر و شر کہتے ہاں آپ میں بھی دشمن کہتے ہاں

گوداں میں کی تمام احسان ہے مومن کے اعتبار سے خطہ سائنس کی کیفیات ہی کے خاص میں ہیں  
جو ہر قسم کے احسان میں ہیں دنیا کا ہر مومن کی کھلائی کے جذبات کے اثر میں کہ سب اس کا حرم میں ہی تمام کے  
مصلحت کے سوا کسی اور مصلحت پر نہیں کرتا، اس کو ہرگز نہ ہاں اس کے لیے کہا جاتا ہے کہ  
تو اس میں زندگی کے حق تمام مصلحتیں دینا کی سب سے پہلی مصلحت مزا کی احسان کے کسی ایک مصلحت  
کیفیت کے حق میں نہیں ہے بلکہ ان میں ہر مصلحت اور ہر کیفیت کی ترجمانی کی جاتی ہے۔ اسی کے لیے تمام  
احسان میں ہر قسم کی خوشی کے لیے ہی کہا جاتا ہے کہ ہر مصلحت مزا کی مصلحت کے لیے ہر مصلحت کے لیے  
اس کے ساتھ ہر مصلحت کے لیے ہی اپنی مصلحت کے اعتبار سے خوشی کے حق تمام پیدا ہو سکتا ہے۔



برکات و وقایع اصفہان کے مرتب ایک ایسی صنف ہے جس سے مزنی طور پر شرف و عظمت کے اس طرح متاہست نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی سرمد اس کے علم میں اس کے اوصاف میں، انجمنی غمزہ و طربہ لہجہ میں بیان کیے جاتے ہیں اس کی شوقی و عظمت کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ غالب نے اسی لئے غالباً اس صنف کو نہیں چننا اور کبھی مرتبہ لکھنے کی طرت تو یہ نہیں کہ یہ لکھی ہوئی چیز انھیں مرثیہ لکھنا ہی ہے تو مرثیہ کے یہودی حراں کو لکھنے سے دفعتاً شوقی و طربہ سے بدلنے کی کوشش کی ہے چنانچہ دانت کی صورت پر جب ان کے جذبات غم پر ایگزٹو سے آویزاں ہو کر اپنے جذبات کے اظہار کے لیے مجبور ہوئے ہیں تو انھیں ایک شوقی بیان سے ایک انالیم میں ایک خاص قسم کا اضافہ کیا ہے۔

لازم تھا کہ کچھ درست کوئی دن اور      تباہ کئے کہوں اب رہ تباہ کوئی دن اور

تم کوں سے ایسے تھے کمرے دار و دست کے      کتنا دکھ لبت تھا خدا کوئی دستے اور

جانے ہوئے پہلے جو تھا سہری میں گئے      کیا خوب کیا سہ کچھ کوئی دن اور

غالب کی ماضی حال، گفتاری اور غرضاء لکھی زبان چند عمل و انشراح میں پیش لگتی ہیں مگر یہ غالب کو براہِ دین ایسی نئی شہینوں سے مراد ہے جس کی آواز قاری میں کی گئی ہے جس کی غی۔ غالب کے شعروں میں انصاف سے ایسی شوقی و طربہ لکھی ہیں جس نے شاعر کے اندام پر سلاخی کر دی ہے۔

لیکن آئینہ کے گیسو میں کبھی شاعر صفت کے یہاں شوقی و طربہ کی حد تک پہنچا اور طربہ و مزاج کا وہ چارہ انھیں پرایا گیا جو غالب نے اپنی شاعرانہ و فنی پیش کی ہے جس کی حیثیت غالب کے اندیشوں، ماسی غصہ کی صورت میں نظر آتی ہے۔ غالب کی یہ شوقی و طربہ آواز قاری میں بالخصوص ان دستانوں کی طرف لکھی ہے جو تہہ لکھی ہیں و مزاج سے ناز و دودھ لکھنا کے اور یہی امتیازی مقام سے اترتا ہے۔

غالب کے بعد آنداد نے غمزدگی کی چیزیں غالب سے متاثرہ مزاج اور انداز دل لکھا ہے۔ اب تک جتنے شعروں کو غالب نے لکھا ہے ان کا یہی برا عقیدت کی ذمہ، انکار و اہم کی ہر ایک لکھنا ہر راستہ و کام کے تو لکھ لکھاتے، مصائب و حوادث کا جو جینا کہ ان کی ہر ایک پیش و پشت اظہار و طربہ و غمزدگی لکھی ہیں غرض ہر وقت ان کے انداز، ان کی لکھی ہوئی چیزیں لکھنے کے ساتھ ہی یہ لکھنا ہی ہے۔

# خواجه

از کتاب اورطالو قناب	۱
از مولانا خانی	۲
قناب	۳
قناب	۴
قناب	۵
از مولانا خانی	۶
از انشاء الله تعالی	۷
از قناب	۸
قناب	۹
قناب	۱۰
قناب	۱۱
قناب	۱۲
قناب	۱۳
قناب	۱۴
قناب	۱۵
قناب	۱۶
قناب	۱۷
قناب	۱۸
قناب	۱۹
قناب	۲۰







بحث ہو گئی ہے ان لافانی سے غور فرمایا مکتبہ ہے۔

پھر فرمایا کہ ”مکتبہ کی تصنیف آئندہ کی ہوگی ہر ایک شعر“ میں مکتبہ کی عظمت اور اس کی عظمت  
ہوئے ایک کتاب کی بنیاد پر مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

”ان کا مکتبہ مکتبہ“ اور وہ اسی مکتبہ ہے جو مکتبہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نہیں کہتے۔ مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتبہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تصویر کی طرف سے مستطیل وسیعہ موجود ہر اسے ہی کم و بیش ہر طرف کے لئے لکھو اور اس کے  
 ہے، غالب ساری اس اہم موضوع کا تعلق عقلی اصول کے ساتھ مل کر کیلئے ہی سکتا ہے اس کے  
 دشمنوں میں جا رہا ہے جس کا

دل و دماغ سے بے نیاز اور

تصور کیا جیت کر ہے یہ ایک

بصیرت والی دشمنوں میں مستطیل وسیعہ اور جو کی طرف ایک خوبصورت اور انتہائی مستطیل وسیعہ

ہوگا۔

اس طرح وہ شاید ایک ہی

ہوئے شکل خود سے پروردگار

اس کے لئے سب سے زیادہ

عقل و فہم کی جامع اور وسیعہ ایک اہم موضوع رہا ہے۔ ہر اس میں ہر ایک شکل اپنے  
 اپنے انداز سے اس کی مختلف شکلیات و اشیاء کی شکل کی اس سے خاص طور سے اس کے  
 مقام کے لئے چنانچہ اس کے اس میں غالب موضوع کی خصوصیت کو ایک ایسی شکل کے لئے  
 جو اس میں اس طرح کی شکل کے لئے ایک شکل کی ہے۔

سب سے زیادہ اس کی شکل کی اہم خصوصیت

اس کے ساتھ ساتھ اس کی شکل کی اہم خصوصیت اس میں اس کے لئے ایک شکل کے لئے  
 اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے  
 اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے  
 اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے  
 اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے

اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے

اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے  
 اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے  
 اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے  
 اس کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے ایک شکل کے لئے



















ہم کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو عقلی راستہ و آداب میں کوئی شہرہ نہ رکھتا ہو کسی کو لازم دینے کے لئے ضروری ہے کہ  
 قومی اکثریت کے ذہنی اس کی حقیقت سے بددہ ہے تو ہی کہتی ہیں کہ اس کی صورت کی طرف بار بار مکرر ہو  
 کر نہ سیکھتا ہو اور غفلت سے یہ دہرائیں ہو رہی ہیں تو سمجھنا کہ اقبال نے کہا تھا کہ ۔

”مجھ کو کھٹکے جانا گئے ہیں نہ اس لئے کہ  
 چاروں دہائیاں گزریں ہو گئیں نہ اس لئے کہ“

اسی انداز فکر سے اچھے فکر کرنے والے لوگ اس مذہبی زانوئے نگاہ سے اسی نظر پر نظر کیا جاتا ہے تو کچھ بڑی بات  
 سامنے آتی ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس نے اس شکل کی اجمیت کے پیش نظر ہر عقیدے  
 و عقائد کو دیتے ہوئے کوئی خاص ذہانیت کو اس عظیم حقیقت سے آگاہ کر اس کی کو خوشی نہ کی ہو کوئی  
 مسلح اور کئی دینداروں کو ایسا نہیں کیا جس نے کوئی خاص ذہانیت کو کچھ اجمیت و مساوات کا اس  
 دینے پر اسے انسانی غفلت سے آگاہ کر دیا ہو کوئی ”سچا اور سیدھا“ نہیں ہو جس نے انسانی ہمدردی اور  
 بے بہا عزت کی اطمینان کو اپنی طرف سے نہیں سمجھا ہو قبول اقبال :

”مذہب جس نے سکھایا آپ میں بیروں کو“

حقیقت مذہب کی بنیاد پر انسان کو عقلی واقعات سے قطع ہو کر کوئی مذہب نہ صرف اور نہ ہی  
 ان سمیت کا جانی نہیں دینا کہ کسی مذہب نے اس وقت تک نہ اور نہ ہی مذہب کی عقلی شکل  
 صورت اختیار کی ہو جس کی وجہ سے اس میں انسانی کما نیت با بری و مساوات واقعات و حقیقت اور اس  
 کا گناہ نہ کہتی کہ اگر وہ کچھ انسانییت سے متاثر ہو کر اسے کی کو خوشی نہ کی ہو۔ مذہب نے صورت  
 و صورت انسانی ہی کے ذریعے مطرب اور پیر میں انسان کی ذہنی شکست اور نظریہ انجمنوں کو دور کر کے  
 انجمنوں و سکون کے ساتھ زندگی گزارنے کے آگاہ کرے ہیں۔ نظریہ وحدت انسانی کی افشائش حیات سے  
 عام انسانیت کو ذات و فکر اس کی صورت کے دہرائیں اور اس کا نام انسانییت ہے جس کا تصور انسانی  
 کے اس سکون پر قائم ہے۔ اگر ذہنی اختلافات و نظریات اس کے پاس سے گزرے تو اس کی انسانییت  
 وحدت ہو جس میں ہے کہ دنیا کے تمام مذہب و مکتب میں اس حقیقت کی جستجو کا اس سے ہر قسم سے غریب  
 و مادی مقصد انسانیت کے دھندلے و افسانوں میں غرق ہو کر نہ اس کی کو خوشی نہ کی ہو۔ مذہب کا صاحب الجہل  
 ہر دیندار کا مقصد حقیقی ہے ۔ اگر کوئی شخص اپنے مذہب سے خداوندی کا قائل ہو اور تو یہ انسانییت  
 کا غریب و رکھ ہو تو اس کے کئی ہیں کہ کچھ ان میں تو یہ خداوندی کا قائل ہیں ہے اس لئے کہ تو یہ انسانییت  
 کے اعتقاد ہی کے لئے یہ انسان تو یہ خداوندی حقیقت کو سمجھتا ہے تو یہ انسانی حقیقت کو سمجھتا ہے کہ































یوں : فردا کس کو دیکھیں گا ؟ سیر کے واسطے قہر لڑی لڑی لڑی

دنیا میں غم و کام کا ہر ایک پرہیز صیبت نندہ و کارندہ انسان پر ہر قسم سے نا اُمید دلی سے روچ کر آگے  
دھکیں گی سو اگلے دنیا کی موت کے کوئی شے تعلقِ جنس نہیں لگتی جس کی وجہ سے وہ زندگی میں یہ موت  
فرج نہ آجائے جس وہ غمخیزوں کی آرزو کی دعا دلی سے اپنے مستقبل کے لیے کامیابی و کامرانی کی آرزو و تمنا کا مشیہ  
ہوگی اُسے اپنے نام سے دعا و عرضِ تضرع نہ کرے کیونکہ جو بڑے سکھ بڑے مزہ و اضطراب کا پستہ ہوگا اس کے  
ماتے زندگی میں نہ کوئی شے سکون قہر و غم کی یہ تو صدمت و بے توفیق کامرانی کا پستہ و ناام کے باوجود دل  
میں ملتی ۔ یہ جہت ہی ایک آرزو اس کے لیے طوع و نذر میں تنگ کا ہوا ہرگز زندگی کی برکت سے محنت  
عزلی سے اسے ہر ایک گراں گذار عزلی گراں گذار ہو چکا ہو سکتی ہے اس حقیقت کو خواہ غریبی غلو میں شادی میں  
پریشانی ہے ۔

نویاں موت کب تکھیجی دلی آرزو کو نکلے سیر و امین قہر میں ہے اک جھنڈ ہر دو کی

جس جہت مردانہ کے لیے دنیا میں وہ پہنچا کرنا اور قریب اگر گناہاں موت میں ہوئی وہاں لڑی لڑی لڑی کے  
غور و جہد و محنت میں ڈس کر نہ جانتا کہ یہ جہت نہ دنیا کی جہت ہے نہ اور جہت بلکہ جہتِ حتمی کے لیے غم  
کو رہا چھوڑ کر ناقاب کا غلو میں شغل ۔ اس جہت کی مثالیں ان سکھوں میں جہتِ حتمی کا انداز پائی باقیوں  
میں اس سے صدمت ایک شعر کا انداز ۔

نہ اتار کھٹیں تیغ و شمشیر تا زمستہ ۱۵۱ ! مرے ہر پاسے بے باکیوں ہے اک جہتِ غم و اندیشی

شادی و شادیات و نکاحات و نکاحات کے پیرائے یوں میں پاتا مافی الغیر اور اسے  
بھی ہر ایک حالت میں پہنچا کرنا غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے

اک شعر و دلی قہر کا کوئی گھوڑا تھا آگں مطلوب ہے ہم کو جو اس جہت کی

وہ گھوڑا کھٹکے یہاں سے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے

غور و جہد کرنا پناہ دینا یہ غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے

نا اُمید میں وہ کہ جہت یہ غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے

سے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے

غور و جہد کرنا پناہ دینا یہ غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے غم و اندیشی کے لیے

کو ایک لے کے پھر اور نہیں زندگی و حالات پر چکا کائنات کا وہ گھوڑا چھوڑ کر نا اُمید ہے کہا ہے کہ ۔



ہوں اگر تمام الملوک مستعبد اور باقی سب طاقت پرور

نہیں بلکہ میں سرور و عظمتوں میں سے ہوں جوئی نہیں گھبرا

خداوند جب تمام کلاب غفلت میں رہے شخص کے گناہ سے تو قوم کی برادری کا اعتبار کے بغیر میں جو رہتا ہے  
انعام کے ذریعہ امتداد و صلاحیتیں نعم و برکتیں کی نہ ہو مگر یہ استقلال و سبب و اعتبار میں نظر پڑتا ہے کہ یہ لوگ  
قوی و معزز کے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں؟ جبکہ یہ لوگ اپنی قوت و طاقت کے ذریعہ عالم کے ظلم و  
استبداد کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں لیکن جب اس قدر اہم و اہم و اہم کو قوم کی اس اندیشہ میں نہ آتا تو شخص کا شافی  
کی طرح یہاں ہے قوی لوگوں کے گرد و پیش اپنا کیا راستہ کرتا ہے کہ انہیں اس قدر لوگوں سے کبھی ایک سو دو کی  
پر جنت و جرات نہیں کہ عالم و مہر و حکم کے بیرون نہ دیکھنے کے حالات کو اور اتھار و تھار کو دیکھنے اور اس میں جہلی  
نصیب و قوم کے لیے ننگے کا سہارا میں سے ہے یا گودہ بہتا ہے کہ۔

راہ انہی راہوں میں سب سے مرگ خاموشی بیاد و دم میں رہے دشمن ہمیں نہائی فتح

اور جب غالب ہے تو وہ انہیں و دشمنوں میں تمام اپنی مخلوق سے قوم کی اور ان کی پڑائی کا شہادہ کر رہے  
تو اس کے انجام سے اس میں ہرگز شک و شبہ نہ ہو کہ عالم میں قوم کے ساتھ اپنے پاس بھرے جذبات کا  
بھی مظاہرہ کرنے لگتا ہے تاکہ مختل پذیر قوم میں بھرے اس انداز کا بھی سے دور و داری پیدا ہو جائے  
جو کسی قوم کے ارتقا کی ضامن ہے۔

ہاں سب دل گلیوں میں اک جڑیں لگے لئے نہ تھی انہیں شعلہ برصیت

ظہور انسانی مہمات پر نمودار ہوئی ہے اس کی یہ خواہش رہتی ہے کہ جو کچھ اس کا دل چاہتا ہے  
اور جو کچھ ممکن ہے اس کو جو حق ضرور ملے گا اس کے یہ انسانی غریب و شکار و ایم و یلہ و جہل سے کوئی  
انسانی تشفی نہیں ہے مگر یہی جہل و اندیشہ کو طرح طرح کی ناکامیوں سے دور پار کر دیتی ہے۔ غالب  
نے انہی کی اسی غریبی کی گہرائی کو مستحضر رکھ کر ان کی کوششوں کی یہ ناکامیوں کی ایک طرف سے دیکھ کر ان کی  
اپنے عمل کے نتائج کے لیے غصوں سے کام نہ لے کر میر و قہر و جفا و استغفال کے ذریعہ اپنی عزت و آقا  
کو کھانہ کسے میں مصروف رہے۔

آہ کو پہلے پہلے اک طرف راہ سے تک ان کی جہل و غریب و کفر و کفر سے تک

تو یہ انہیں بات و روایت کی آہ و بکا ہے اس کا وہ بھی نہایت نئے و نئے بات اور یہ کہ جس طرح اس کا وہ بھی نہایت  
پیدا کی ہو گئے ہیں ان کے اور انہیں انہیں بات سے دور پار کر دیتی ہے ان کی بات و انہیں بات سے دور پار کر دیتا







انداز میں لکھا ہے ۔

گرا کر پتہ نہیں جاہت و اما نہ گرا  
 بڑی خبریں کہ سول ہے درخانہ گرا  
 مولیٰ کو ایک شخص ہے افسانہ ای حواس خفے ما شیخ  
 بڑی اندھ کی ایک خفہ کی کہ سول ہے درخانہ گرا  
 عورت اس میں شامہ کی کیا ہے چکر چکر کی صورت مفریہ کی دیا ہے انسا نہت میں عام طور پر ہوتی جاتی  
 ہے لہذا غائب نے خواہش کی کہ اس گزری سے آشتی نہ کرے جسے کہتے ہیں کہ گزری کی صورت اپنے ایک  
 طبیعت انسا نہت کے لئے ہے ۔

آگاہ ہے در خواہش و دل کا شہتار بار  
 بھوت ہے کہ گرا کا ساپ لے خدا نہ گرا  
 نقاب لہجہ عام انسا نہت کی صورت عام پر کار انسا نہت کی صورت میں گرا کی گلی کی گلی کے ساتھ  
 بکھڑے ہیں کہ گرا کی گلی کی گلی ہے جو انسا نہت کے لیے ہے مستاتہ خصوصیات کے سبب با صوفی آثار ہے جس  
 جنوں نے نظرت کے ذریعہ انسا نہت کے گرا کا پتہ لکھا ہے کہ انسا نہت کے لئے ہے کہ گرا کی گلی کی گلی کے ساتھ  
 عورت اپنے گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 اس بقولہ انسا نہت کے گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 کہ گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 ہے چنانچہ انسا نہت کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 و گلی کے ساتھ خدا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 انسا نہت کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے

۔ غم نہیں جتا ہے کہ گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 چلے جائے کہ گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 کہ گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 مانسہ ہونے کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے  
 انسا نہت کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے

منصب سے پہلے انسا نہت کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے شاعر جو گرا کی گلی کی گلی سے



انگلیزوں کے یہ لوگ بھی کچھ تنگ ہوئے، انکو اندر نہ رکھتے تھے  
 شاعر کی یہ خواہش یاد رکھو کہ وہ کون کون سے کام لے کے اپنے فطرت میں جتنا خود ہو، ہر کام میں جتنا  
 اپنے خود کو آزاد رکھے۔

مکمل نہیں کر سکتے تھے اور سیدہ جون میں دشمنی غم کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی  
 خود کے بعد اپنے نام سے اس وقت تک کہ وہ تھا جو شاعر کی وجہ سے قائم ہوئی تھی۔ بعد میں یہ کام  
 ہوئی، یہی نہیں تھا کہ اس سے قوم میں بھی اس طرح پیدا ہوئی، فطرت کو ان کی قوم کے اور اس سے عام طور پر  
 متعلق یا متاثر ہو گئے تھے، قوم کی اپنی فطرت سے متاثر ہوئے، اس قدر متاثر ہوئے کہ بطور نگار اپنے پیچھے رہ گئے۔

پہلے یہ کہانی ان کی دلچسپی میں تھی اور یہی اور یہ کہ ان کی فطرت میں یہ شہید ہوئی  
 نے جو سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اس میں حصہ لیا، اس کی وجہ سے یہ شہید ہوئی

غالب کا دور تاریخی اعتبار سے اس وقت تک کہ وہ تھا جو شاعر کی وجہ سے قائم ہوئی تھی۔ بعد میں یہ کام  
 ہوئی، یہی نہیں تھا کہ اس سے قوم میں بھی اس طرح پیدا ہوئی، فطرت کو ان کی قوم کے اور اس سے عام طور پر  
 متعلق یا متاثر ہو گئے تھے، قوم کی اپنی فطرت سے متاثر ہوئے، اس قدر متاثر ہوئے کہ بطور نگار اپنے پیچھے رہ گئے۔

غالب کا دور تاریخی اعتبار سے اس وقت تک کہ وہ تھا جو شاعر کی وجہ سے قائم ہوئی تھی۔ بعد میں یہ کام  
 ہوئی، یہی نہیں تھا کہ اس سے قوم میں بھی اس طرح پیدا ہوئی، فطرت کو ان کی قوم کے اور اس سے عام طور پر  
 متعلق یا متاثر ہو گئے تھے، قوم کی اپنی فطرت سے متاثر ہوئے، اس قدر متاثر ہوئے کہ بطور نگار اپنے پیچھے رہ گئے۔

غالب کا دور تاریخی اعتبار سے اس وقت تک کہ وہ تھا جو شاعر کی وجہ سے قائم ہوئی تھی۔ بعد میں یہ کام  
 ہوئی، یہی نہیں تھا کہ اس سے قوم میں بھی اس طرح پیدا ہوئی، فطرت کو ان کی قوم کے اور اس سے عام طور پر  
 متعلق یا متاثر ہو گئے تھے، قوم کی اپنی فطرت سے متاثر ہوئے، اس قدر متاثر ہوئے کہ بطور نگار اپنے پیچھے رہ گئے۔









ہو یہی ضرور ایک گہری سمجھ کے مطابق اس کے مسئلے میں اظہارِ خیال کرتے رہے ہیں۔

فالبیچ کو غصہ کیا دنگن کشا تھا اس لیے اس نے اظہارِ خاموشی میں دشمن کے غور و انکشاف کا سوا اور فلسفہ  
 ذرا بے شک سے کیا ہے اگرچہ اس شخص کی دشمنی کی اساس اور نقطہ آغوز ایک ہی چیز ہے جس کا ہر شیا سے  
 کامنات کی حرکت حاصل ہے لیکن ظاہر میں جو لڑائی ظلالِ طور پر دیا جاتا ہے اس کی وہ دشمنی میں دشمنی کی صورت  
 کا اظہار کرتے ہوئے جو گہری دشمنی ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 آواز سے سوال اور دشمنی وید اور اظہارِ دشمنی کا ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

خوش ہے جو یہاں دق کشا کا ہے دشمن کی صورت میں ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

جس اور دشمنی کی صورت میں ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

انہیں اپنی کوتاہ نظری کے جب غور و محنت سے غور و محنت سے غور و محنت سے غور و محنت سے غور و محنت سے غور و محنت سے غور و محنت سے غور و محنت سے  
 ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے  
 ان کا خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے ان کے خلاف ہے

ہیب کو تو اس مسئلہ غیر نزاعی تھا کہ شک نہ کرنا تھا کہ جس سے پہلے ایسا ہے اور اپنی ہیست انجی کے سبب  
 اگر کہیں نہ وہاں سے محبوب جو کونسا لیتا اس سے پہلے میں ہی ہرگز اور ہر جہد کو نہ سہرو و حاصل کئے گئے  
 ہے تو خیر اس کی حقیر کی درکار تیرے تیرے ہی ہوتی ہے اس شخص کا اس مسئلہ غلام ہو تو اس خود کو لڑتا ہے کہ  
 وہ زندگی سے چھوڑ چکا ہو کہ اس کے لئے جتنی ہی قوم کی ہرگز نہیں اس میں ہر صفا نہیں ہی کی خود کو دے  
 رکھنے کا چہ بیرون حال پیدا نہ چتا ہے اس کے لئے اسطراری طور پر وہ خطا برائے الکل سے بڑا و آمیدوں کا مہلا  
 کا اس کے لئے کہ اس پر اس مسئلہ میں کچھ نہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور اپنی ان فوٹو نہیں دے دیتے ہوتے  
 مسئلہ مائی بہ منزلت ہوتی ہے۔ خاصہ کہ اس کے اس فریب سے دور میں کچھ رہنے سے انتہائی فائدہ ہے چنانچہ  
 وہ تو اس کی حقیقت سے اس طرح آگاہ کر رہی ہے۔

نکاح سے ہم کو پیش رفتہ کھلی آیا تھا  
 ستارہ بدو کو کنگہ ہو عہد ہی فرمیں اور ہرگز  
 ام اس عہد سے پہلے آئے تھے کہ کنگہ ہے  
 شعاع ہو رہے تھیں کہ کنگہ کی تھیں وہ وقت پر  
 فنا کو سوئے کہ کنگہ ہے اپنی حقیقت کا  
 فریاد تھا یہ قاتل کا ہے ہرگز تھیں پھر

یہ کہ انہی لفظوں سے وہ لکھ کر اس سے پہلے اس چہ پہلے معلوم عظمت کے الت و زندگی  
 جو مسئلہ جس سے ہر مقام کی کاشش ہی نہیں رہتا ہے اور اس کے مسئلہ مرگواں دیکھتی ہے۔ جیسا کہ مائی  
 نے کہا تھا کہ۔

سب تو کو کنگہ ہے خوب تر کہاں اب خیرتی ہے جو کنگہ بکار خیر نہیں

ایک اس کی یہ خواہش کی منزلت ہی کچھ وہی تھیں یہی جس قدر زندگی حاصل کر سکتا تھا اس کے  
 یہاں کا اس کے لئے وہ وقت ہی تھا کہ وہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 ہے غالب نے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

نظر کہ وہ ہی ہے ان ہم ہوتا تھے  
 خوش ہو کر وہی تھا کہ اس کے لئے اس کے لئے

ملائے یہ وہی ہوئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 یہاں کیا ہے ان کی زندگی اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 طور کی ہی ہے کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 جو یہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 کہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

کر اس کو ان میں سے کسی کے لیے مزید کثرت کا باعث ہوتا ہے بلکہ جو کسی اس کی شرمگاہ میں غاصت کی ہے اس کے  
ولی اعتراض کا جواب دیتی ہے، اس غصیل کی کلیت کو غالب نے اپنے ایک شعر میں موضوع بنایا ہے۔  
جست اگر قبول کرے کیا مجید ہے شرمندگی سے خرد نہ کرنا گناہ کا

غالب نے جو فلسفیانہ ذہن دیکر آیا تھا اس نے اس کے یہاں کوئی شعر یا نہیں تھا جس میں کسی ذہنی  
طرح فلسفیانہ فکر کی کچھ شمشیں تھیں۔ اس شخص میں کلک غالب کا سوا اس کی فلسفیانہ فکر ہی کی روشنی میں  
کہا گیا ہے اور یہاں انھیں اشعار سے بطور خاص بحث کی گئی ہے جو ان میں فلسفیانہ خیالات و فلسفیانہ کائنات  
کی کچھ شمشیں پائی ہیں صورتوں میں ہے۔

کلک غالب میں کچھ اس کی فلسفیانہ فکر ہے، لیکن طرح کا دوسرا نظر آتی ہے اسی لئے اس کے عقلی شعروں  
کو اس سلسلے میں شمار کیا گیا ہے اور انھوں نے اسے ایک خستہ زمین فلسفی کی حیثیت دے دیا ہے جس کے  
پہلے تمام عقائد و اصول فلسفی اس کے اس کے تمام عقائد و نظریات تمام شاعرانہ حیثیت کے ہیں اور  
جو کہ یہ ایسا شاعر خاص کی نظر فلسفیانہ کائنات و دوسرے عقائد ہی کے لیے اس کی فکر میں جاری ہے  
فلسفیانہ انداز آیا یا تھا جس سے اس کے کلام میں فلسفہ کی کچھ شمشیں غالب صورت اختیار کر گئی ہے۔

یہاں تک شاعری و فلسفہ کے ربط وراثت کا تعلق ہے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ کوئی  
عقیدہ فلسفی ایسا نہیں ہو سکتا کہ شاعری جو اس کی طرح کسی شاعر کا جو فلسفی نہ ہو سکتا ہے اس کے  
کہ کوئی فلسفی کائنات کا غور و مطالعہ کرنے کے لیے یہ نظریات قائم کرنا چاہتا ہے اس پر عمل  
بھی کرتا ہے یعنی فلسفی عقلی و نظریاتی حد تک محدود نہیں رہتا بلکہ سماج کو عملی دنیا میں لایا جانے کے  
کوشش کرتا ہے، اور خصوصیت سے جو سماج بالکل بے عمل رہتا ہے اس کو بال بنانے کی کوشش کرتا  
ہے، بلکہ اس کے تمام کام صورت اپنے عقائد و نظریات کے پیغام سماج کے ساتھ شمشیں کر رہے  
اس کا فرق سماج سے اس کے عمل کرنا نہیں ہوتا ہے، اتفاقاً اگر اس طرح سماج کو کچھ شاعر سماج  
کی تینوں و نظریاتی کوئی کچھ شمشیں کر کے انھیں قوی ستھایا کرتا ہے اور فلسفی اس کے عقائد و  
نظریات کو صورت خیالات تک ہی محدود نہیں رکھتا بلکہ اس کے عمل کر کے سماج کی عملی قوتوں کی بھارت  
ہے اور مزید گفتگو یہ جتنا ہے لیکن اس کے سنی یہ بھی نہیں ہیں کہ کوئی فلسفی شاعرانہ ذہن کا مال نہیں  
ہو سکتا یا کسی شاعری کی فکر فلسفیانہ نہیں ہو سکتی بلکہ اگر کوئی فلسفی سماج و ان میں بھی کرتا ہے تو وہ اپنے  
ذہنی قوت و نظریات و عقائد کے بعد محض غرضت کہا جاتا ہے اس کی مدد سے سماج کو بال بنانے میں







و اہمیت کو اختیار نہیں کیا تھا۔ اس لئے کہ غالب سطر مشیت سے ایک لفظ بھی بے تکلف تھا۔ اس کی مخالفت کے روایات بالکل سبکی کا نتیجہ خاصاً اور غلو پر کاربہ ہائے روزنامی کی مخالفت پر مشتمل و جنگوں پر پستلے کے۔ اس کے علاوہ غالب پر نگہوں کا ایک جہت پرند اور تاویز کا نگار تھا۔ جو ہر بات کو سنے انداز فکر سے سونچا اور سنے اسلوب سے بیان کرنے کی کوشش کی کہ اتفاقاً ایسے نگار کے لئے کسی نتیجہ و تقلید کا تصور کیسے ممکن ہے۔ اس کی جہت پرندی اور تاویز کا نگاری کے سبب اس کے بہت شرمگاہ نشہ میں بھی جو تاویز کا نگاری سچا اور نگاری انداز میں جو جہت طرزی سے کام لیا گیا ہے وہ انداز تبدیل کے یہاں نہیں ملتا۔ اب وہی تبدیل کی وقت پرندی کی بات تو اس سلسلے میں روایات پر طرز سطر مشیت رکھتی ہے کہ ہر جہت پرند طبعاً وقت پرند ہو اسے تبدیل کی وقت پرندی بھی اس کی جہت پرندی ہی کا نتیجہ ہے لہذا اس اعتبار سے غالب کو تبدیل کا عقلمند سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن غالب نے تبدیل کی وقت پرندی میں ہی جہت طرزیوں میں شامل کیے کہ جب اپنی تاویز کا نگاری سے زیادہ تجویز پر جہت کرنے کی کوشش کی تو ان کی اس جہت طرزی پر سب انھیں گم کرداد کر دیا جس کا کافی غلو انھیں احساس بر اوقات کچھ پر گہر چھوٹ کر۔

طرز تبدیل میں رجحانہ کہنا اس کا شواہد قیاس سے ہے

بہر حال یہ سطر مشیت ہے کہ غالب اپنے غازی کلام کو آہستہ و پستہ سے ہی ہر سطر کا کلام انھوں نے پہنچائی و نگار کا وقت کی کسوٹی قرار دیا ہے۔ انھیں پہلے غازی کلام یا اس میں شک نظر تھا کہ اس کے لئے اس طرح اظہار بیان کرتے ہیں۔۔

گر شعروا کلمی بہر آہستہ و پستہ روزی مرا شو چہ ویر و پستہ

غالب گراں فی سخن دینے پستہ آن دیں دایندہ کتابیں دوست

اس اعتبار کے تحت اس کی نسبت زبیر بیان ہے جو کس طرح کچھ گہرائی کا پہنچتی ہے اس کے کہ پہلے کا اگر وہی دایندہ کا مرتبہ ہے۔ ہر اس میں گہرائی سہاگہ بھی لگتی ہے۔ بات پر غور سے سلیم کرنے پر اگر وہ زبان و لفظ پر مارتوں کے اس مخصوص مقام پر حقیقتاً تاویز ہے جو ایک طبع نگار کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے کہ غالب اگرچہ چند سطر تاویز لکھی وہ آہستہ و پستہ کی کہ بہت پایا جا تاویز خاص ہے۔ جو اس اعتبار سے ان کے یہاں نہ تھا۔ اس کے علاوہ یہ کہ وہ اپنی اسطر پر سطر پر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ غرضیاتی طرز بیان یا آواز کا رجحان بہت دوروں کے ان کے یہاں نہ تھا۔ اگرچہ ان کے ساتھ





اس سبک کا ابتدا کے سطر میں عیناً حکومت پیدا ہوگا۔ یہ ایک قاضی کے سطر میں کوئی حکمت نہیں ہے۔ کافر میں ہر حال فاقہ ہو کر رہا ہے۔ فاقہ نے اپنے پیشروں سے خود نہیں کسے۔ یہی بدلتا ہندی کے نوابوں کی ایک ایک خاصہ ہے کہ یہ وہ عیناً ہی کہ وہی قابل ذکر ہیں۔ سبک کا کفر شریعت امتا نے ایک اتفاق میں اتفاق کیا ہے۔

”فاقہ نے سبک ہندی کے پیشروں کے  
سوائے شریعت کے لاشعل وہ بنا کر ہی بعض ہتھی  
اٹھا کر ہی کہ وہی سے اٹھا کر مضامین کیا۔ یہی  
نہاں نہ ہو کر ہی ہے؟“

فاقہ نے نگاہت میں لائی لاشعل جو سب سے بہت زیادہ غور کرتے تھے اس کے دیکھ کر ہندی حکومت کی عمارت غری شاہ کی محکمہ میں جس کے اعتبار میں شریعت سے شاید ہی کچھ زیادہ ہو کر ہی کچھ انھوں نے قریب ہزار میں نہ کیا۔ یہ عیناً شریعت کا شریعت میں ہر سب کی سبک صاحب خاص کا اقتدار پر دھیر ہو کر ہی وہی سے لگت کیا ہے۔

”فاقہ نے شریعت سے بہت سبب سے عیناً  
کہا کہ ایک کفر میں غری سے اس کے سبب میں  
ہوئے شریعت شریعت کے قاضی کے قاضی نے  
کہا کہ شریعت میں یہی کہتے تھے۔“

یہاں ایک مقام پر دیکھ کر ہی کہ۔

فاقہ نے ہندی سے لائی لاشعل کوئی لاشعل  
ہندی سے لائی لاشعل کا اقتدار میں شریعت کے

فاقہ نے ہندی سے لائی لاشعل کوئی لاشعل

فاقہ نے ہندی سے لائی لاشعل کوئی لاشعل  
یہاں ایک مقام پر دیکھ کر ہی کہ۔  
فاقہ نے ہندی سے لائی لاشعل کوئی لاشعل  
یہاں ایک مقام پر دیکھ کر ہی کہ۔

فاقہ نے ہندی سے لائی لاشعل کوئی لاشعل









قائب کا ایک سفاری شروع ہو کر۔۔

خداوند تو اپنے دل سے  
طریق آئینہ ای خود رکھلا  
ای حضور کو جب وہ کہہ کر میں کہیں کہتے ہیں تو شاعر کا دل انصاف رکھتا ہے وہ اس صورت میں اس لئے آتا ہے  
اور جو کہ یہ سفر ہی فارغ نہ ہو گا تو یہ ہے۔

یہ ایک سفاری ہے کہ آئینہ  
طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا  
یہ ایک سفاری ہے کہ آئینہ  
طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا  
اس طرح کیا گیا ہے۔

مگر ان کے ہاں یہ ہے کہ  
کہ ان کا دل ہی تو ہے کہ  
ای حضور کو کہہ کر میں اس طرح کہتے ہیں وہ ان کے ہاں یہ ہے کہ  
طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا۔

وہ کہہ کر میں کہتے ہیں کہ  
قائب نے اپنے ایک سفاری شروع کیا ہے کہ  
صورت کے اندر ہے کہ طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا۔

مگر ان کے ہاں یہ ہے کہ  
کہ ان کا دل ہی تو ہے کہ  
ای حضور کو کہہ کر میں اس طرح کہتے ہیں وہ ان کے ہاں یہ ہے کہ  
طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا۔

یہ ایک سفاری ہے کہ آئینہ  
طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا  
قائب نے اپنے ایک سفاری شروع کیا ہے کہ  
صورت کے اندر ہے کہ طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا۔

مگر ان کے ہاں یہ ہے کہ  
کہ ان کا دل ہی تو ہے کہ  
ای حضور کو کہہ کر میں اس طرح کہتے ہیں وہ ان کے ہاں یہ ہے کہ  
طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا۔

یہ ایک سفاری ہے کہ آئینہ  
طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا  
قائب نے اپنے ایک سفاری شروع کیا ہے کہ  
صورت کے اندر ہے کہ طریق کا جس سے ہے وہ رکھلا۔

ہرگز رہا ہے ہی رہا ہے نہ رہا ہے  
مضربِ آفریں کے ساتھ کدورت از ایندویں سپہ سالارِ شہرِ بے غلہ کی ہے۔

دورِ رات بے نورِ قندیلِ دل ہے آئینہ  
یہی مضربِ آفریں نے قادی میں بھی نظم کیا ہے جس میں لطافتِ ذہن کو ہر اور کلمے کی کوشش کا چرنا تھا

ماحق کی پاک گریبِ دل اس کی تجھ کی کا ذکرِ قاتب نے قادی میں قیفا کا قیاب پر لڑے یہاں کی کیا ہے  
یہی مضربِ آفریں نے قادی میں بھی نظم کیا ہے جس میں لطافتِ ذہن کو ہر اور کلمے کی کوشش کا چرنا تھا

قائب کی قادی نے آرد شاعری کے زمانے کا ایک شعرِ غزل کی ہے۔  
اس شعر میں گریبِ زبان و زبان کی وہ لطافت و پائستگی نہیں تھی جو قائب کے یہاں تھی یہاں تک کہ جو

قائب کے سپہ سالارِ شہرِ بے غلہ کی ہے آئینہ  
قائب کے سپہ سالارِ شہرِ بے غلہ کی ہے آئینہ

قائب کے سپہ سالارِ شہرِ بے غلہ کی ہے آئینہ  
قائب کے سپہ سالارِ شہرِ بے غلہ کی ہے آئینہ

قائب کے سپہ سالارِ شہرِ بے غلہ کی ہے آئینہ  
قائب کے سپہ سالارِ شہرِ بے غلہ کی ہے آئینہ

آکھیا سو تہ دل کا قسمت اریا دے      جو تہ سو تہ دل کا سب ک خدا رنگ  
قاب کسب قبل غلامی شریضی حضور آتونی و حرم ۔

ہواں ساتھ کاہم تہ قسمت کلاستیم      کہہ جو تہ زور کشتی علی برگہ نم باد  
ای حضور کو ای کے ویکہ تہ شریضی و کھیلے ۔

سو تہ انگوں تہ نہ تہ زور کلاستیم      ڈوبے ہواں تہ دیشی لاپ بکے  
قاب کسب قبل غلامی شریضی حضور آتونی و حرم ۔

نگہ مستحکم و سہرہ سہرہ      گواہ کسے تہ زور کلاستیم  
ہری حضور کسے کے ویکہ تہ شریضی و حرم      دیاں کسے تہ زور کلاستیم  
پرستی بھی بھرہ امانی وائی ہائی ہے ۔

انہ کسے تہ زور کلاستیم      تہ زور کسے تہ زور کلاستیم  
قاب نے غلط سو تہ و حرم کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
غلامی کسے تہ زور کلاستیم ۔

کاہم تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
انہ کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم

ہری کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
قاب کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
انہ کسے تہ زور کلاستیم ۔

کشتہ کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
انہ کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم

انہ کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
قاب کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
انہ کسے تہ زور کلاستیم ۔

انہ کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
قاب کسے تہ زور کلاستیم      اسی تہ زور کلاستیم  
انہ کسے تہ زور کلاستیم ۔



زندگی پر جب ہی شکل سے گزرتا تھا  
میرا کیا یہ دیکھ کر ہی لگے کہ خدا رکھتے تھے

خدا ہی اور آئندہ شام ہی میں وہ رات ٹھنڈی کا یہاں غزل کا موضوع تھا جس پر اب میں ہی خدا شکر  
کئے غزل میں آواز ہی اور آواز و فریاد کا اور جواب کے لئے ہے احتیاجی وہاں ہی یہ دیکھ کر کہستم کرنا یہاں کیا  
بانا ہوا ہے، چنانچہ غالب نے اپنے غزل میں آواز و کلام ہی غزل کے اس مخصوص موضوع کو غزل پر پیش نظر  
رکھا ہے جس کی مثال اس کے حسب غزل اشتہار میں آتی ہے، لہذا غزل میں یہ کہتے ہیں کہ۔

ہرچہ اگر کہتا ہوں ہر غزل میں رات  
ہرچہ اگر کہتا ہوں ہر غزل میں رات  
کہ ہر غزل میں یہ غزلوں کو اس زمانہ سے پیش کرتے ہیں۔

دوستوں کو کہتے ہیں کہ ہر غزل میں رات  
کہ ہر غزل میں یہ غزلوں کو اس زمانہ سے پیش کرتے ہیں۔

یہ اشتہار غالب کی صورت غزل میں آواز و فریاد کا موضوع تھا جس پر اب میں ہی خدا شکر  
کئے غزل میں آواز ہی اور آواز و فریاد کا اور جواب کے لئے ہے احتیاجی وہاں ہی یہ دیکھ کر کہستم کرنا یہاں کیا  
بانا ہوا ہے، چنانچہ غالب نے اپنے غزل میں آواز و کلام ہی غزل کے اس مخصوص موضوع کو غزل پر پیش نظر  
رکھا ہے جس کی مثال اس کے حسب غزل اشتہار میں آتی ہے، لہذا غزل میں یہ کہتے ہیں کہ۔

غالب کے غزلوں کو اس کے مطابق سے جتنا ہی غزل میں آواز و فریاد کا موضوع تھا جس پر اب میں ہی خدا شکر  
کئے غزل میں آواز ہی اور آواز و فریاد کا اور جواب کے لئے ہے احتیاجی وہاں ہی یہ دیکھ کر کہستم کرنا یہاں کیا  
بانا ہوا ہے، چنانچہ غالب نے اپنے غزل میں آواز و کلام ہی غزل کے اس مخصوص موضوع کو غزل پر پیش نظر  
رکھا ہے جس کی مثال اس کے حسب غزل اشتہار میں آتی ہے، لہذا غزل میں یہ کہتے ہیں کہ۔

آواز و فریاد کا یہ غزلوں کو اس کے مطابق سے جتنا ہی غزل میں آواز و فریاد کا موضوع تھا جس پر اب میں ہی خدا شکر

طرح کی ہے جو خراک ایک سو تار معاً کی ہے جس کو کھڑے ایک سو تار کی شکل میں بنائی ہوئی ہے۔

یہاں اس حقیقت کو دیکھا جس کی کوئی خصوصیت ہے کہ غالب کو پورا آسکھاں اس کی یہ باتیں آتیاں ہیں کہ  
 آگے تو تھی وہ کہ وہاں آگے کی تھی وہ نہ ہو سکتی تھی جیسے کہ آگے کی تھی وہ نہ ہو سکتی تھی  
 جیسا کہ وہاں کے اس کام کے سلسلے میں یہ کہا گیا تھا کہ اگر آپ کو کبھی یہ نہ آئے۔ اس کی ترقی میں یہ نہیں  
 ہوئی کہ اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 جس میں یہ ترقی میں یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے

اس کا سب سے پہلا غرض غالب کی خاصیت کے لیے تھا جس کی یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 کا غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے

—————

ہاں کہ یہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے  
 اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے کہ اس کی ترقی میں اس کے لیے یہ غرض ہے



